اک جام جہاں نما

روزنامچہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مدنیؒ

اجمالی تعارف اور چند مشتملات

مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی
(مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ)

تاریخ وسوانح کی تحقیق وترتیب کی کوشش ہو، یا کسی عالم یا ادیب و فاضل کے ذاتی احوال اور اس کے فکر و مزاج کی کڑیوں کی جستجو، اس معاملہ سے وابستہ اصحاب کی اپنی ذاتی تحریریں اور خودنوشت اطلاعات جس قدر مفید اور کارآمد ہوتی ہیں دوسری اطلاعات اور ثانوی مآخذ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جب کسی بھی نامور شخص کے احوال اور فکر و مزاج کی تقسیم اور جستجو کی بات ہو، خصوصاً ایسے شخص کی جس کے اثرات وعمل کا دائرہ بہت متنوع، نہایت وسیع اور پہلو دار ہو، ایسا کہ اس کے ہر ایک زاویۂ پر نظر رکھنا اور اس کے اثرات کا احاطہ بھی آسان نہ ہو، تو اس وقت ایسی تحریروں کی ضرورت واہمیت میں خاص اضافہ ہو جاتا ہے۔

برصغیر کی ہندو پاکستان بلکہ عالم اسلام کے قریبی دور کی ایسی گنی چنی شخصیتوں میں جن کے فضل وکمال، علم ونظر، معرفت الٰہی، خداپرستی، تصانیف ومؤلفات، نظریات وخیالات اور تلامذہ ومسترشدین کے اثرات تقریباً پوری دنیا میں پہونچے ہیں، اور انہوں نے دنیا کے بڑے حصے کو سیراب وفیضیاب کیا ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا

نام نامی ہے جو تعارف کا محتاج نہیں، حضرت شیخ کی تصانیف کی فہرست طویل ہے، جس میں عربی ،فارسی ،اردو میں دسیوں موضوعات وعناوین پر مفصل ومختصر تصانیف ومؤلفات موجود ہیں، ان میں سے اکثر شائع ہو کر پوری دنیا میں پڑھی جارہی ہیں، جن کے بیسیوں زبانوں میں ترجمے ہوئے ہیں، ان پر تحقیق وتعلیق کی گئی ہے، شروح وحاشیہ لکھے گئے ہیں، ان کی تحقیق وترتیب کا کام ہورہا ہے، اس کے علاوہ حضرت شیخ کے احوال وسوانح پر دس بارہ کتابیں اور ان کے ترجمے چھپ گئے ہیں ۔حضرت شیخ کے علمی افادات اور مکتوبات کا خاصا حصہ شائع ہو گیا ہے، یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں طرح طرح کے اضافے ہورہے ہیں، لیکن تعجب ہے کہ حضرت شیخ کی تصانیف و مؤلفات کے وسیع علمی تعارف وفہرست سازی کی متعدد کوششوں کے باوجود، حضرت شیخ کے اہم تاریخی ورثہ، حضرت شیخ کے روزنامچہ کا ایک کام اور علمی یادگار کی حیثیت سے کہیں تذکرہ نہیں آیا۔ حضرت شیخ کا ذاتی مجموعۂ یادداشت (روزنامچہ) حضرت شیخ کی ایک نہایت اہم نہایت جامع اور وسیع تاریخی، تحریری تصنیفی یادگار ہے، یہ روزنامچہ اپنے مندرجات خصوصیات اور جامعیت کے لحاظ سے اس عہد کا ایک بڑا تاریخی ورثہ اور نادر دستاویز ہے، مگر افسوس اور تعجب ہے کہ اس کا حضرت شیخ کی مؤلفات میں ذکر ہے نہ علمی باقیات میں، آئندہ صفحات میں اسی کا ایک اجمالی تعارف پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہمارے دور میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ روزنامچہ لکھنا یا روزآنہ کے واقعات کی ڈائری مرتب کرنا ان لوگوں کا کام ہے جنہیں کوئی اور مشغلہ نہ ہو، اور جو اپنا خاصا وقت اس شوق کی نذر کر سکتے ہوں، لیکن اگر غور کیجئے تو یہ خیال بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد نظر آتا ہے، کیوں کہ کم سے کم برصغیر ہند میں سب سے بہتر جامع اور مفصل ترین معلوم روزنامچے انہی شخصیات کے لکھے ہوئے ہیں جن کی ہمہ وقت مشغولیت کا تذکرہ محفوظ اور عالم آشکارا ہے، اور جو اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ سوچ سمجھ کر بہت احتیاط سے خرچ کرتے تھے۔ان کی یہ مصروفیات ایسی غیر معمولی

گونا گوں ہوتی تھیں کہ آج کل کے مصروف اصحاب کو شاید اس کا سوواں ہزارواں حصہ نصیب نہیں۔

برصغیر ہند میں مرتب اہم ترین تاریخی روز ناچوں میں سب سے بڑا اور اہم ترین تاریخی علمی معلوماتی روز نامچہ نورالدین محمد جہانگیر کا ہے جو تزک جہانگیری کے نام سے شہرۂ آفاق ہے، اور خودنوشت سوانحات نیز روز نامچہ نویسی کے علاوہ تاریخ کی دنیا میں بھی ایک بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغل خاندان کے اور بادشاہوں نے بھی روز نامچہ لکھنے کا اہتمام کیا، کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بھی اہتمام سے روز نامچہ لکھتے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے اکیاون سالہ عہد حکومت کی سب سے مفصل ومعتبر تاریخ اورنگ زیب کا لکھا ہوا روز نامچہ تھا، جس کا اورنگ زیب کا خودنوشت نسخہ جو اکیاون جلدوں پر مشتمل تھا، سرسید احمد کے خاندان کے ایک ذی علم شخص، نواب سید مصلح الدین دہلوی کے پاس موجود تھا، جو ان کے یہاں سے چوری ہوگیا تھا، اس کے بعد آج تک اس کا سراغ نہیں ملا۔(۱)

شاہ عالم کی خودنوشت یادداشتوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے، اور خانوادۂ تیموری کے آخری نمائندے بہادر شاہ ظفر بھی اپنے شب و روز کی حکایتیں قلمبند کیا کرتے تھے۔ اس روز نامچہ کی آخری ایک دو جلدیں تقریباً ۱۳۹۵ھ (۱۹۷۵ء) تک دہلی کی نذیریہ لائبریری میں موجود تھیں، (۲) اس کے علاوہ اور بھی بادشاہوں اور حکمرانوں نے اپنے اپنے لیل ونہار کے احوال قلمبند کئے ہیں۔

---

(۱) اس روز نامچے کے تعارف پر نواب مصلح الدین دہلوی کا مضمون نامہ جامعہ دہلی میں چھپا تھا۔

(۲) نذیریہ لائبریری ۱۹۴۷ء سے پہلے دہلی کی ایک وقیع اور قابل قدر لائبریری تھی، جو مولانا سید نذیر حسین محدث کی یاد میں مولانا کے پوتے عبدالرؤف نے قائم کی تھی، اس میں عربی فارسی کے نوادر ومخطوطات کے علاوہ انگریزی کا بھی اعلیٰ درجہ کا علمی فنی ذخیرہ موجود تھا۔ یہ لائبریری بھوجلہ پہاڑی پر مسجد کے بڑے احاطہ میں تھی، میں نے اس کو اس کے آخری دور میں دیکھا، اس وقت ایک نہایت عمر رسیدہ شخص اس کے نگراں تھے، جو

جب جلیل القدر بادشاہوں کا یہ حال ہو کہ وہ اپنے روزآنہ کی سرگذشت اور دیدہ وشنیدہ

اس کی خدمت اورنگرانی میں مخلص تھے مگران کی صدا اور کوشش پر کسی نے کچھ توجہ نہیں کی، ان کی وفات کے بعد اس میں لوٹ مچائی گئی، یہ سرمایہ سنا ہے کہ آدھے سے بھی کم رہ گیا تھا جو بعد میں ہمدرد یونیورسٹی دہلی کی لائبریری میں منتقل ہوگیا۔

راقم سطور کئی مرتبہ اس ذخیرے کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، وقتاً فوقتاً کئی کتابیں دیکھیں اوران کی یادداشتیں قلمبند کیں، جن میں سنن اَبی داؤد کا ایک نسخہ جو چھٹی صدی ہجری کے اواخر کا مکتوبہ تھا یاد آرہا ہے، متعدد اور کتابوں کے بھی کچھ نقوش ذہن میں ابھر رہے ہیں۔ وہیں بہادرشاہ ظفر کے اس روزنامچہ کی بھی ایک زیارت ہوئی تھی، ناظم کتب خانہ سے کئی مرتبہ گذارش کے بعد موصوف نے ایک نظر دکھایا تھا، موصوف نے ایک الماری کا تالا کھولا اور ایک خانہ کی کتابیں نیچے اتاریں بلکہ گرائیں، اس میں ایک خاصی ضخیم جلد بھی تھی وہی گوہر مقصود تھا، یہ روزنامچہ موٹے کاغذ پر بہت تیز قلم سے لکھا ہوا تھا، جس کو خط شکستہ تو نہیں کہہ سکتے، جہاں تک یاد آتا ہے نسبۃً باریک قلم اور خاصے کشادہ اور بڑے بڑے حروف تھے، جی چاہتا تھا کہ اس درِ بے بہا کو کسی قدر تفصیل سے دیکھنے کی اجازت ملے۔ لیاقت تو اب بھی نہیں ...... مگر تمنا تھی کہ اس تحریر کو پڑھنے اور ظفر کے قلب حزیں کا مغموم نغمہ سننے کا موقع ملتا، اس کے دل کے آہیں اور درد کی ٹیس محسوس کرتے، لیکن لائبریرین صاحب بہت ضعیف اور معذور تھے، وہ جس وقت آتے تھے اس وقت پر میرے لئے پہونچنا دشوار تھا، جس وقت میں حاضر ہوسکتا تھا اس وقت ان کا معمول نہیں تھا، تاہم اس نسخہ کے چند نقوش آج بھی تازہ ہیں، معلوم نہیں یہ روزنامچہ کہاں گیا......

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کئے

اس مناسبت سے بہادرشاہ ظفر کی تحریر سے مزین ایک دیوان کی یاد بھی دل کو آزردہ کررہی ہے۔ یہ کسی فارسی شاعر کا دیوان تھا جس کا اکثر حصہ ایک مغل شہزادی کے قلم سے اور آخر آٹھ یا دس بارہ صفحات بہادرشاہ ظفر کے قلم سے تھے۔ اس پر ظفر کے دستخط اور ایک مہر بھی ثبت تھی، عرصہ ہوا اس گوہر گراں مایہ کو دیکھنے کا موقع ملا تھا، بعد میں سنا کہ یہ گراں قدر نسخہ غالباً دوسو روپیہ ''خطیر رقم'' کے عوض فروخت کردیا گیا۔ افسوس: ہماری غفلت اور ناواقفیت نے کیسے کیسے انمول نسخے ضائع کردیئے۔ ہائے ہائے۔

تو بھی رو اے خاک دلی، داغ کو روتا ہوں میں

احوال قلمبند کرنے کا اس قدر اہتمام کرتے ہوں اور ضروری معمول سمجھ کر اس کی بہر حال پابندی کرتے ہوں، تو ان کے امراء، ماتحتوں اور سرکار دربار سے وابستہ افراد کو اس کا کس قدر شوق ہوگا محتاج وضاحت نہیں، یہی وجہ ہے کہ مغلیہ دور کے آخری عہد میں امراء اور مشائخ وعلماء ہر اک کی خود نوشت یادداشتوں اور روزنامچوں کا تذکرہ ملتا ہے، جو یقیناً اس دور کی تاریخ کا آئینہ اور ان ایام کی دیدہ وشنیدہ سچی سرگذشت تھی۔ یہ ذوق اور معمول عہد مغلیہ کے آغاز سے تقریباً ۱۸۵۷ء تک اسی طرح جاری رہا ۱۸۵۷ء کی بنیادی حوالوں میں ان روزنامچوں کی خاص حیثیت ہے جو اس حادثہ کے دنوں میں متعدد اصحاب نے قلم بند کئے تھے (۱) ان میں سے بعض کی حیثیت تو دستاویز کی ہوگئی ہے۔

اگرچہ ۱۸۵۷ء کے حادثہ نے ہندوستان کی پورے ملت اسلامیہ کو بے حیثیت و بے نشان بنادیا تھا جس سے اور باتوں کے علاوہ علمی ماحول بھی غیر معمولی حد تک متأثر ہوگیا تھا بلکہ تباہ ہوگیا تھا، لیکن پھر بھی کہیں کہیں علم کی شمعیں فروزاں اور فکر وذوق کی چنگاریاں روشن رہیں، جس کے اثر سے علم کا کارواں متحرک اور فکر وتحریر کی دنیا میں اجالا رہا، روزنامچہ نویسی کا سلسلہ بھی اسی کا ایک حصہ تھا اور علمی کاموں کے ساتھ اس کا سلسلہ بھی اک حد تک جاری رہا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد قریبی دور کے متعدد روزنامچوں کا تذکرہ ہماری تاریخ کا اہم حصہ شمار کیا جاتا ہے،

---

(۱) سنہ ۱۸۵۷ء کی قدیم بنیادی دستاویزی مآخذ میں اس عہد کے چند روزنامچوں کا امتیازی مقام ہے۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے پرآشوب حالات میں متعدد روزنامچے لکھے گئے تھے، جن میں سے پندرہ سولہ چھپے ہیں، بعض ابھی تک غیر مطبوعہ مگر متعارف ہیں۔ بعض کا صرف تذکرہ ملتا ہے روزنامچے موجود نہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو اصحاب ایسے سنگین اور پرآشوب حالات میں بھی کاغذ وقلم سے عہد وفا نبھائے ہوئے تھے، وہ عام دنوں میں کیسے کیسے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہوں گے۔

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا!
یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانہ کی خاک

جس میں مولانا نصر اللہ خاں خویشگی خورجوی (۱) اور مولوی مظہر علی سندیلوی کے روزنامچے بہت مفصل اور لمبے دور پر محیط تھے۔

مولانا خویشگی ممتاز عالم، مدرس، مصنف نامور شیخ و مرشد اور ۱۸۵۷ء سے پہلے سرکاری ملازمتوں سے وابستہ اور ڈپٹی کلکٹر رہ چکے تھے، مولانا کا کثیر اور ہمہ وقت مصروفیات کے ساتھ ساتھ روزنامچہ لکھنے کا بھی دائمی معمول تھا، یہ روزنامچہ خویشگی خاندان کے بعض افراد کی اطلاعات کے مطابق تقریباً پچاس سال کی یادداشتوں پر محیط تھا، جس کی دس بارہ متفرق جلدیں اب بھی موجود ہیں۔ (۲)

مولانا مظہر علی (۳) کا روزنامچہ چوالیس سال کی سرگذشت سناتا ہے ان کے علاوہ اور بھی متعدد چھوٹے بڑے روزنامچے، اہل ذوق اور ارباب فضل وکمال نے لکھے، ان میں سے چند ایک کے کچھ حصے موجود ہیں، لیکن اکثر گمنام و بےنشان ہو چکے ہیں۔

---

(۱) مولانا نصر اللہ خاں خویشگی ولادت تقریباً ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء (وفات ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) اپنے عہد کے نامور عالم، مصنف، مترجم، نامور صاحب ارشاد و شیخ مدرس اور ڈپٹی کلکٹر تھے، نیز حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی کے پیر و مرشد حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے خاص دوست تھے۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو درفرید اور بیاض جانفزا۔

(۲) اس روزنامچے کی چند جلدیں صدر یار جنگ نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے ذخیرہ (حبیب گنج کلکش مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں) اور چند جلدیں ذاکر حسین لائبریری جامعہ ملیہ دہلی میں موجود ہیں۔ مؤخر الذکر ذخیرہ کی تین چار جلدیں راقم نے دیکھی ہیں، ایک اندراج یاد آرہا ہے، لکھا ہے، آج میں نے شرح (ملا جامی بر کافیہ) بخط ملا خریدی، غالباً ڈیڑھ روپئے قیمت لکھی تھی۔

(۳) مولانا مظہر علی (خلف سید مظہر علی) سندیلوی۔ ولادت ۱۲۵۶ھ/۱۸۳۹ء وفات ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء کا سنہ ۱۸۶۷ھ/۱۹۱۱ء وفات کے دن اور اپنے آخری احوال کے تذکرہ تک انتالیس سال کے وقائع پر مشتمل مفصل روزنامچہ جو تقریباً آٹھ ہزار صفحات اور پینتالیس جلدوں پر مشتمل ہے، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی سندیلوی کے پاس محفوظ تھا، اس روزنامچہ کے تعارف پر ڈاکٹر نور الحسن کا ایک مفصل مضمون بھی چھپا تھا، مولوی مظہر علی کا مختصر تعارف مشاہیر سندیلہ، مولوی نبی احمد سندیلوی مرتبہ نور الحسن ہاشمی میں شامل ہے۔

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (وفات ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء) اور ان سے بھی پہلے (حضرت مولانا محمد الیاس اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کے جد امجد) مولانا محمد ساجد جھنجھانوی (ولادت ۱۱۲۰ھ/ ۱۷۰۸ء۔ وفات ۱۲۰۸ھ/۹۴۔۱۷۹۳ء) کی دستیاب تحریروں میں ذاتی علاقائی واقعات کی یادداشتیں اور سنین وغیرہ لکھنے کا اہتمام نظر آتا ہے۔

لیکن یہ دونوں بزرگ روزنامچہ نویسی کے عادی نہیں تھے، اس خاندان کا جو علمی سرمایہ موجود اور جو روایات معلوم ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان کے آخری دور میں روزنامچہ نویسی کا سب سے پہلا مرتب اور مسلسل معمول مولانا نورالحسن کاندھلوی (ولادت ۱۲۲۷ھ وفات ۱۲۸۵ھ) کا تھا، مولانا کا پُر از معلومات روزنامچہ چند سال پہلے تک موجود تھا۔ مولانا نورالحسن کے بعد ان کے دونوں بیٹوں مولانا ضیاء الحسن صادق (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء) اور مولانا محمد ابرہیم کاندھلوی (م ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء) نے اس معمول کو باقی رکھا، دونوں پابندی سے روزنامچہ لکھتے رہے، ان دونوں کے بعد یہ علمی ورثہ اور ذوق ان دونوں کے بیٹوں اور بھتیجوں کے حصہ میں آیا، ان کے رہوار قلم نے بھی ان ہی سمتوں میں اپنا سفر جاری رکھا۔

یہ روزنامچے ایسے نہیں تھے کہ جن کو اہل خاندان نے بھلا کر طاق نسیان کی نذر کر دیا ہو، بلکہ خاندان کے تمام بڑے ان سے شغف رکھتے تھے، ان کو پڑھتے رہتے تھے، ان کے واقعات کا اعادہ وتذکرہ کرتے رہتے تھے، اور اپنے بچوں اور خوردوں کو ان کے واقعات سنا کر بزرگوں کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت وفہمائش بھی کرتے رہتے تھے، اور اس کی کوششیں فرماتے رہتے تھے کہ ہمارے اخلاف اپنے اسلاف کا عکس اور مثنیٰ بنیں اور ان میں بزرگوں کے علم وفضل اور اخلاق وعمل کا کچھ اثر اور جھلک ضرور آ جائے۔

خاندان میں علماء اور بزرگوں کے احوال و واقعات کے تذکرے چرچے رہتے تھے، خاندانی معلومات اور قصوں کی یادداشتیں رکھنے کا بھی اہتمام تھا، جس کی وجہ سے نئی نسلوں میں بھی

اس کا ایک شوق پیدا ہو جاتا تھا، حضرت شیخ کی نوجوانی کے زمانہ میں خاندان کے بڑوں اور عالم فاضل افراد میں سے دو صاحبان کا روز نامچہ لکھنے کا مستقل معمول تھا، ایک مولانا عزیز الحسن، دوسرے ان کے چھوٹے بھائی مولانا رضی الحسن (جو حضرت شیخ کے حقیقی پھوپھا، اور شیخ کے والد ماجد، مولانا محمد یحیٰ کے بچپن کے ہم جولی، ہم سبق اور حضرت گنگوہی کے یہاں بھی تعلیم و درس کے رفیق تھے)۔

مولانا عزیز الحسن کا روز نامچہ خاصا مفصل اور گونا گوں معلومات کا مرقع تھا، حکیم رضی الحسن کا نسبتاً مختصر اور ذاتی گھریلو اطلاعات پر منحصر ہوتا تھا۔

حضرت شیخ خاندان کے ممتاز باصلاحیت نوجوانوں میں سے تھے، ان کو بھی خاندانی روز نامچوں سے دلچسپی اور ان کے مطالعہ کا نہایت شوق تھا، حضرت شیخ نے پرانے خاندان کے پرانے تمام روز نامچوں کا بہت اہتمام اور توجہ سے مطالعہ کیا تھا، اور مکرر مطالعہ کے بعد ان سب کا مکمل خلاصہ جس میں ان کے تمام ضروری اندراجات شامل ہیں علٰحدہ نقل فرمالئے تھے، جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر (اللہ نہ کرے) یہ روز نامچے خستہ یا ضائع ہو جاتے ہیں، تو حضرت شیخ کے مرتب کئے ہوئے خلاصے ان کی بڑی حد تک نمائندگی کر سکتے ہیں۔ بہر حال خاندان کی اس قدیم روایت کی پاسداری اور متعدد روز نامچہ لکھنے والوں کی صحبت و معیت سے حضرت شیخ کو روز نامچہ لکھنے کا خیال اور تحریک پیدا ہوئی، حضرت شیخ نے ان بزرگوں کے معمول کے مطابق روز نامچہ نویسی کا سلسلہ شروع کیا اور اس معمول کو آخر تک خاصے اہتمام سے نبھایا۔

حضرت شیخ کا روز نامچہ اپنے عہد کی ایک وسیع تاریخ ایک ایسی دستاویز اور ایسا آئینہ ہے جس میں اس دور کی شخصیات، رجال کار، علماء، مشائخ، قائدین، سیاسین ہر ایک کی نقل و حرکات کا مشاہدہ اور ہر ایک کی مصروفیات اور کارگزاری کا عکس نظر آتا ہے۔ اگر اس کے مندرجات کو صحیح تاریخی پس منظر میں علٰحدہ علٰحدہ عنوانات کے تحت مرتب کر کے ضروری حواشی

کے ساتھ شائع کیا جائے تو یہ بھی ایک بڑا کام ہوگا، جس سے حضرت شیخؒ کے فکر و مزاج، وسیع کھلے دل، کھلے ذہن، جامعیت اور دوربین نگاہ کا اندازہ ہوگا، اور پتہ چلے گا کہ اہل نظر علماء، دیدہ ور مشائخ کیسے ہوتے تھے، ان کے ذہن میں کیسی کشادگی، نظر میں کس قدر وسعت اور فکر و خبر میں کیسی جامعیت ہوتی تھی۔

اس روزنامچہ سے سب سے پہلی اور اہم ترین جو بات معلوم ہوتی ہے وہ حضرت شیخؒ کی ذاتی زندگی کی جھلکیاں اور وہ اشارات ہیں، جن کے پس منظر میں بہت کچھ دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔

حضرت شیخؒ کی زندگی کا مرکزی نقطہ آخرت کی فکر اور اس کے لئے متواتر عمل اور جد و جہد تھا، اس روزنامچہ کے آئینہ میں اس کا اچھا خاصا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور سے حضرت شیخؒ کے تلاوت قرآن مجید کے شوق کا خوب مشاہدہ ہوتا ہے، حضرت شیخؒ کا رمضان المبارک کے اہتمام، شب قدر کی تلاش اور اس کے آثار و علامت پر نظر رکھنے اور ان کی تفصیل قلمبند کرنے کا بھی کئی برس تک معمول رہا۔

رمضان المبارک میں قرآن شریف کی تلاوت کے اہتمام کا حضرت شیخؒ کا معمول خاص مشہور و معروف ہے، لیکن حضرت کو قرآن پاک کی تلاوت سے دائمی شغف تھا، اپنی تمام درسی تصنیفی نجی مصروفیات کے ساتھ اکثر ایک منزل، کبھی کبھی دس پارے یومیہ، اور کبھی عام دنوں میں بھی ایک قرآن شریف روز تلاوت کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک تبلیغی سفر میں جو صرف ایک رات دو دنوں کا تھا، تین قرآن شریف پڑھے، ایک مرتبہ سہارن پور سے راجستھان گئے تو جاتے وقت پینتالس پارے پڑھے اور واپسی پر بھی اسی قدر تلاوت کی، اس کے علاوہ اور بھی اوراد و معمولات کا تذکرہ ملتا ہے۔

تلاوت میں حفظ و ناظرہ کے دو علحدہ دور اور ترتیبات ساتھ ساتھ چلتی رہتی تھیں،

ہر ایک سلسلہ تین سے دس دن کا ہوتا تھا، یہ ایک دائمی مشغولیت تھی جو غالباً زندگی کے آخری دور تک جاری رہی۔ حفظ و ناظرہ میں کس تاریخ سے تلاوت کا آغاز ہوا، کب اختتام ہوا، دونوں کی مختصر بلکہ اشارات میں یادداشت لکھتے تھے، رمضان المبارک میں اس معمول میں وسعت ہو جاتی تھی، رمضان شریف کے معمول کی تفصیل بھی موجود ہے جو ایسے اشارات و رموز میں لکھی ہے جس کو حل کرنے سے راقم قاصر ہے۔

اسی طرح بعض گھریلو باتیں اور معاملات بھی مخففات (Coods) میں رقم کئے ہیں، کہیں کہیں کچھ نشانات اور اشارات بھی بنے ہوئے ہیں، راقم سطور ان کے سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ رمضان المبارک کے بعض روحانی مشاہدات و واردات بھی لکھے ہیں جو اکثر عربی میں اور ایک دو اندراجات فارسی میں ہیں۔ اس کا سمجھنا بھی آسان نہیں، تاہم بعض مندرجات نہایت دلچسپ ہیں۔ اس روزنامچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ روزانہ کے ذاتی واقعات اور اطلاعات کے علاوہ، دنیا بھر کے احوال و کوائف سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے روزانہ ایک سے زائد اخبارات دیکھا پڑھا کرتے تھے، جس میں (۱۹۴۷ء تک)اس کا بھی خیال رہتا تھا کہ سب، بڑی سیاسی پارٹیوں کے ترجمان سامنے رہیں، اس لئے متفرق اخبارات خریدتے پڑھتے تھے، ان کی ضروری باتیں روزنامچہ میں درج فرماتے تھے اور جس اخبار کے حوالہ سے کوئی اہم بات یا اقتباس نقل کرتے، اس اخبار کو اپنے ذخیرہ میں محفوظ رکھتے تھے۔

روزنامچہ کے ۱۹۴۷ء سے پہلے کے اندراجات میں دس اخبارات کے نام مندرجات اور اقتباسات نقل ہیں، اخبارات یہ تھے: زمزم لاہور، الجمعیۃ دہلی، انجام دہلی، مدینہ بجنور، احسان دہلی، انصاری دہلی، منشور دہلی، پرتاب لاہور۔

یہ اخبارات کانگریس، مسلم لیگ، جمعیۃ علماء ہند، ہندو مہا سبھا، قوم پرست نظریات اور

متفرق جماعتوں اور افکار کے نمائندے اور ترجمان تھے۔ مگر جو نہیں جانتے اب ان کو کیسے بتایا جائے کہ منشور اور مدینہ اس وقت کس شان وشوکت کے اخبارات تھے، ان کی کس قدر پذیرائی اور اثر تھا، بہر حال ان اخبارات کے اقتباسات اور حوالوں سے حضرت شیخ کے مزاج کی جامعیت، ذوق کے تنوع اور باہمہ و بے ہمہ ہونے کا علم ہوتا ہے۔ یہ روزنامچہ کہہ رہا ہے کہ:

جہاں بینی مری فطرت ہے، لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

روزنامچہ میں حضرت شیخ کی متعدد تالیفات وتصنیفات کی تالیف کی تاریخ تکمیل اور طباعت کے مختلف مراحل کا بھی ذکر ہے، جس میں اوجز بھی شامل ہے۔ اور اس میں حضرت شیخ کے خیالات ومزاج کے تغیرات اور بعض معمولات ومصروفیات کی ترتیب کے فرق کو بھی واضح طور پر دیکھا پڑھا جاسکتا ہے۔

جن حضرات کو حضرت شیخ الحدیث کے نظام الاوقات کا علم ہے، یا جو حضرت شیخ سے کسی قدر واقف ہیں اور انہوں نے حضرت شیخ کے احوال کا مشاہدہ کیا ہے اور شیخ کو ہمہ وقت تھکا دینے والی مصروفیات میں گھرا ہوا دیکھا ہے، وہ شاید سوچ بھی نہیں سکتے کہ ایسا مصروف شخص، جس کی سحر صبح صادق سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے طلوع ہو جاتی ہو، اور جو اس وقت سے رات دیر گئے تک ایک ایک منٹ مشغول رہتا ہو، جس کی اکثر مصروفیات دیکھنے والوں کی نگاہ میں ہوں، دیکھنے والے دیکھتے اور جانتے ہوں کہ حضرت شیخ اپنے اوقات کا ایک منٹ بھی ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے، ان کے تمام کاموں کے لئے اوقات مقرر ہیں، ممکن حد تک ان کی بھرپور پابندی کی جاتی ہے، ذکر، اور اد واشغال، مطالعہ، تصنیف وتالیف، درس وافادہ، مراسلت ومکاتبت، مذاکرات وملاقات، ہر ایک کے لئے اوقات اور نظام مقرر ہے، جو موسم کے تغیرات وحوادث، مہمانوں کے ہجوم اور کسی چھوٹی بڑی شخصیت کے آنے جانے سے بھی بہت کم متاثر ہوتا ہے۔

ایسی متنوع اور مسلسل مصروفیات میں ان کو روزنامچہ لکھنے جیسے کام کے لئے کس طرح اور کب وقت ملتا ہے۔

جہاں تک راقم سطور نے دیکھا ہے اور اس کو معلوم ہے کہ یہ کام (آخری دور کے علاوہ) دن میں شاذونادر ہی ہوتا تھا، دن کی درس حدیث، ارشاد وتلقین اور تصنیف وتالیف کی مصروفیات میں اس کی کہاں گنجائش تھی۔ دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ حضرت شیخ رات میں بھی عشاء کے بعد دیر تک اپنے خاص مہمانوں متوسلین کے ساتھ بیٹھتے تھے، صبح اٹھنے کا بھی ایک وقت مقرر تھا جس میں کبھی تخلف نہیں ہوا، اس سب کے باوجود روزنامچہ کب اور کیسے لکھتے تھے۔ شاید اسی استقلال اور پابندی کو الاستقامة فوق الکرامة سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نے اپنے اس مفید اور اہم تاریخی کارنامہ کا یکم محرم الحرام ۱۳۵۶ھ/ ۱۵مارچ ۱۹۳۷ء کو دوشنبہ کے دن سے آغاز کیا تھا، اس وقت سے حضرت شیخ کی وفات (۲رشعبان ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) سے تقریباً ایک مہینہ پہلے تک اس کا سلسلہ جاری رہا، یعنی حضرت شیخ نے متواتر چھیالیس سال تک پابندی سے روزنامچہ لکھا۔ یہ روزنامچہ ایسا نہیں ہے جو صرف اپنے واقعات، روزمرہ کی یادداشتوں، اطراف وجوانب کے سفر، دوستوں سے ملاقات، احباب واکابر کے آنے جانے، یا خاندان کے عزیزوں کی پیدائش و وفات اور ان کی خوشی غمی کے احوال کے تذکرہ تک محدود ہو، بلکہ یہ ایک گنجینۂ عالم یا جام جمشید ہے، جس میں اس عہد کے اکثر اہم واقعات اور گردش زمانہ کی بہت سی ابھرتی ڈوبتی تصویریں صاف نظر آجاتی ہیں۔ اپنے بیوی بچوں، خاندان، عزیزوں، رشتہ داروں، دوست احباب، اکابر واسلاف کے متعلقات و واقعات کے علاوہ بھی ایک عالم کی روداد قلمبند ہے، مدارس اسلامیہ میں کیا ہو رہا ہے، مظاہر علوم کے کیا احوال ہیں، دارالعلوم دیوبند کی کیا سرگرمی ہے، دوسرے مدارس کی کیا کیفیات ہیں، کس مدرسہ کی کب مجلس شوریٰ ہوئی، کب کس بات پر ہنگامہ ہوا، مجلس شوریٰ کے اجلاس کب کن تاریخوں میں منعقد

ہوئے، ارکان میں سے کون کون شریک ہوئے، کوئی اہم ممبر اجلاس میں شریک نہیں ہوا تو کیوں نہیں ہوا، اس کی بھی صراحت ہے۔

حضرت شیخ نے اس روزنامچہ کی محفل فل اسکیپ سے بڑے پیمائش کے کاغذ یا رجسٹر پر سجائی ہے، ہر صفحہ پر خود بدولت نے سطریں کھینچیں ہیں، پھر دائیں طرف تین علحدہ کالم بنائے ہیں، ہر ایک صفحہ کا پہلا کالم ہجری مہینے کی تاریخیں لکھنے کے لئے وقف ہے، دوسرے کالم میں شمسی مہینوں کی تاریخیں درج ہیں، تیسرے کالم میں دنوں کا اندراج ہے، شنبہ یک شنبہ سے جمعہ تک، اور جمعہ سے شنبہ تک، ہر ایک صفحہ میں تیس سطریں یا خانے ہوتے ہیں، اگر چاند انتیس کا ہوا تو ایک خانہ کم ہو جائے گا۔ اب اس میں معلومات و اندراج کی کیفیت ملاحظہ ہو، ہر ایک صفحہ پر سطریں بنائی گئی ہیں، وہ عموماً فل اسکیپ کے معروف پیمائش کے سطروں سے کسی قدر چوڑی ہیں مگر زیادہ امتیاز نہیں ہے، معمولی فرق ہے۔ ان سطروں کے بیچ میں باریک قلم سے تین تین سطریں لکھی جاتی تھیں، جو کبھی کبھی چار ہو جاتی ہیں اور چند اندراجات میں پانچ تک بھی پہونچ جاتی ہیں، حضرت شیخ ہمیشہ لکڑی کے قلم سے لکھتے تھے، کبھی کبھی ہولڈر بھی استعمال کرتے تھے، پین اور پنسل سے لکھنا پسند نہیں تھا، حضرت شیخ کی شاذ و نادر کوئی تحریر ایسی ہوگی جو ان کی مرہون منت ہو۔ باریک قلم اور کثیر الفاظ کی وجہ سے روزنامچہ کے ایک ایک صفحہ پر کئی کئی صفحات کا مضمون آ گیا ہے، اگر اس کو سلیقے سے صاف کر کے لکھا جائے تو بعض صفحات کے اندراجات کی نقل اور تکمیل کے لئے پانچ صفحے بھی ناکافی ثابت ہوں گے۔

کاغذ کم سے کم ۱۳۸۰ھ (۱۹۶۰ء) کے آخر تک، ایسا ہی ہے جیسا حضرت شیخ عموماً استعمال فرمایا کرتے تھے، نہایت معمولی، کم قیمت کا کمزور اور ہلکے زرد رنگ کا کاغذ، جو ایسا معمولی اور ادنیٰ درجہ کا ہوتا تھا کہ آج کل کوئی اس کو شاید مفت لینا بھی پسند نہ کرے، اس پر لکھنے کا تو تصور ہی نہیں۔ کاغذ کی اس کم روئی کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس پر جو کام ہوا ہے وہ ایسا عمدہ

اوراعلیٰ درجہ کا ہے کہ اس نے اس ادنیٰ کاغذ کی قدر و قیمت اعلیٰ درجہ کے کاغذات سے کہیں زیادہ بڑھادی ہے۔شاید یہ کاغذ بھی کہتا ہوگا:

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت شیخ کا روزنامچہ نویسی کا معمول سبک رفتار سے آہستہ آہستہ آگے بڑھا ہے، شروع کے صفحات میں اندراجات کی کمی محسوس ہوتی ہے، معلومات میں بہت پھیلاؤ اور تنوع بھی نہیں ہے، لیکن قلم کا مسافر جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا اس کی رفتار میں تیزی، اس کی معلومات میں تنوع اور مشاہدات میں وسعت آتی چلی گئی۔ پھر اس نے ہر ایک صفحہ پر ایسے ایسے پھول بکھیرے ہیں اور یوں گل افشانی فرمائی ہے کہ:

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

روزنامچہ کا سب سے پہلا اندراج ایک سیاسی اطلاع پر مبنی ہے، حضرت شیخ نے لکھا ہے: ''۳ر محرم الحرام ۱۳۵۶ھ ۱۷ر مارچ ۱۹۳۷ء''۔ دہلی میں تین دن بحث کے بعد کانگریس کے ارکان کے قبول وزارت کا فیصلہ''۔

اس کے بعد اپنے رائے پور سفر کی یادداشت لکھی ہے۔ اسی صفحہ کی ابتدائی خبروں میں سے ایک خبر مظفر نگر شہر اور اس کے اطراف میں طاعون کی کثرت کی ہے، لکھا ہے:

''تقریباً ایک ماہ سے ضلع مظفر نگر میں طاعون کی کثرت ہے، بالخصوص از مظفر نگر تا روڈ پور قاضی، سولہ سترہ کا روز آنہ کا اوسط ہے'' (اندراج: ۶ر محرم ۱۳۵۶ھ/ ۲۰ر مارچ ۱۹۳۷ء) پہلے مہینہ کی اطلاعات و اندراجات میں یہ اطلاع بھی ہے کہ:

''پانی پت میں ہولی پر فساد، پولیس کے قہر سے ۷ر مسلمان شہید اور ۴۰ر مجروح''

اسی مہینہ کے مندرجات میں اپنی نومولود بچی صفیہ کے انتقال اور ذخیرۂ آخرت بن جانے کا بھی

ذکر کیا ہے۔(۱)

۲۴؍محرم الحرام ۱۳۵۶ھ (۷؍اپریل ۱۹۳۷ء) کو دارالعلوم دیوبند میں شعبۂ ورزش کے افتتاح کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، جس میں حضرت مولانا مدنی اور مولانا قاری محمد طیب خود بھی شریک ہوئے۔ اور بھی کئی مدرسوں کے متعلق اطلاعات ہیں، کسی کے جلسہ کی کسی کی مجلس شوریٰ کی اور کسی کے کسی اور مسئلہ کی۔

حضرت شیخ کے معاصر اور مشہور بزرگوں میں سب سے پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کا تذکرہ آیا ہے، حضرت مولانا کے رائے پور سے سفر اور رائے پور میں موجودگی دونوں کا اس میں تذکرہ ملتا ہے۔

آئندہ اندراجات بھی اسی کیفیت کا آئینہ ہیں، ان میں اپنے بیوی بچوں، خاندانی عزیزوں رشتہ داروں، دوست احباب، اکابر واسلاف، مدارس اسلامیہ، بالخصوص مدرسہ حسینیہ اجراڑہ، نیز اپنے علاقہ اور اطراف و جوار کے تیسوں مدرسوں کا ذکر ہے، مدرسوں کے سالانہ جلسوں میں اپنی شرکت، ان کے اندرونی معاملات ومسائل، ان کی مجالس شوریٰ، ان میں شریک ہونے والے اصحاب، کسی جلسہ میں کوئی ممبر اگر تشریف نہیں لائے تو اس کا انکشاف، ان جلسوں میں اپنی شرکت یا انکار ومعذرت کی بات، اکابر علماء اور مشائخ میں سے ان مدارس کے جلسوں میں جو صاحبان تشریف فرمائے ہوئے اس کی یادداشت۔ اپنے بزرگوں اور خاص رہنماؤں میں سے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس کا کثرت سے تذکرہ ہے، شاید ہی کوئی صفحہ ایسا ہو جس میں ان تینوں کی سرگرمیوں کی روداد متعدد مقامات پر درج نہ ہو۔

---

(۱) اس بچی کی وفات کے برسوں کے بعد اپنی ایک اور دختر کا نام بھی صفیہ رکھا تھا، جو بحمداللہ حیات ہیں۔

حضرت مولانا رائے پوری کے کہاں کہاں کے سفر ہوئے، ان کی خدمت میں کون کون ممتاز و معروف اصحاب تشریف لائے، انہوں نے سہارن پور میں کب قدم رنجہ فرمایا، حضرت شیخ ان کی خدمت میں کب کب کس قدر وقت کے لئے حاضر ہوئے، حضرت مولانا رائے پوری نے مدرسہ مظاہر علوم اور حضرت شیخ کو کب اپنے قدوم سے نوازا۔

یہی کیفیت حضرت مدنی کے احوال و تذکروں کی ہے، اس وقت کے مشاہیر علماء اور اکابر اولیاء اللہ میں سے حضرت مدنی کا حضرت شیخ کے یہاں بہت کثرت سے آنا جانا رہتا تھا، سہارنپور دیو بند کا بڑا اسٹیشن ہے، حضرت مدنی کے کثرت سے سفر ہوتے رہتے تھے، بہت سی گاڑیاں ایسی تھیں کہ ان کا دیو بند میں ٹھہرنا نہیں ہوتا تھا، اس لئے بیشتر اسفار کے لئے حضرت سہارن پور سے روانہ ہوتے تھے، آتے جاتے دونوں مرتبہ حضرت شیخ سے ملاقات ضروری تھی۔ اگر گاڑیوں میں اس قدر وقفہ ہوتا کہ اسٹیشن سے تانگہ سے جا کر صرف ملاقات کر کے وقت پر اسٹیشن واپسی ہو جائے تو حضرت مولانا مدنی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ دن ہو یا رات، کوئی موسم ہو سردی ہو یا گرمی یا برسات، بارش برس رہی ہو، ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہوں یا تیز دھوپ جھلسائے دے رہی ہو، حضرت مدنی کے اس معمول میں بہت ہی کم فرق آتا تھا۔ ان تمام ملاقاتوں سفروں کی یادداشتیں اس روزنامچہ کے سینہ پر رقم ہیں۔

حضرت مدنی کب آئے کب گئے، کہاں سے آئے تھے کدھر تشریف لے گئے ہیں، ہر ایک بات کا ذکر ہے، اپنے اطراف و نواح میں جن مقامات پر حضرت کی صدارت و نگرانی میں جلسے ہوتے ان کی تفصیل ہے، جن جلسوں میں حضرت مدنی تقریر و خطابت فرماتے تھے اس کا تذکرہ ہے، حضرت مولانا کے اہتمام میں جو دعوتیں ہوتیں ان کی یادداشت موجود ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا کے سیاسی حیثیت سے جو سفر ہوتے رہتے تھے اور کن اجتماعات جلسوں نشستوں پروگراموں میں حضرت مولانا شریک ہوتے تھے ان سب کی بھی روداد

ہے، اگر دارالعلوم دیوبند میں طلبہ یا کسی اور کی طرف سے حضرت کے حوالہ سے کوئی بات پیش آئی ہے اس کی بات ہے، حضرت مولانا دارالعلوم کے لئے جو خدمت انجام دیتے تھے اور جن شعبوں میں حضرت کی برکت سے اضافہ یا تجدید ہوئی، اس کا اندراج ہے۔(۱)

سیاسی دنیا میں حضرت مولانا مدنی کی جو نہایت گہری اور وسیع خدمات ہیں اور اس ضمن میں جو نقل و حرکت ہوتی رہتی تھی یہ روزنامچہ ان کی تفصیلات کا بھی امین ہے۔ غرض ۱۳۵۶ھ سے حضرت مولانا مدنی کی وفات (۱۳۷۷ھ) تک کی اکثر اطلاعات تحریر ہیں، ان کے علاوہ حضرت مولانا کے برادر گرامی مولانا سید احمد فیض آبادی مہاجر مدنی، ان کے صاحبزادے سید حبیب صاحب اور خود حضرت مدنی کی اہلیہ اور صاحبزادگان کے متعلق بھی بہت کچھ اطلاعات مرقوم ہیں۔

---

(۱) مثلاً ملاحظہ ہو:

الف: روانگی مولانا مدنی، برائے شہادت کمیشن متعلقہ مدح صحابہ لکھنؤ۔ کہ پنج شش کس، مولانا و مفتی (کفایت اللہ صاحب و مولانا عبدالشکور، و سید سلیمان و نائب امیر شریعت بہار مولانا سجاد۔ ۷/صفر ۱۳۵۶ھ/۱۳/اپریل ۳۷ء۔

ب: نوٹس عدم داخلہ، دہلی شش ماہ، بر اسٹیشن۔ ۸/ربیع الثانی ۵۶ھ/۱۸ جون ۳۷ء۔

ج: حضرت مولانا مقدمہ، جون، جولائی ۱۹۴۲ء جمادی الثانیہ، رجب ۱۳۶۱ھ کی روزانہ کی کاروائی کی تفصیلات مسلسل درج ہیں۔

د: فیصلہ مقدمہ حضرت مدنی ۱۸ ماہ قید بلا مشقت رے، کلاس پانسو روپے جرمانہ، اپیل دائر کردیا گیا ضمانت کی سعی ناکام۔ ۱۰/رجب ۱۳۶۱ھ / ۲۴ جولائی ۱۹۴۲ء

ہ: جلسہ کانگریس سہارنپور، تقریر مولانا مدنی مولوی نور محمد.......... ۲۸/جمادی الاول ۵۶ھ بعد عشاء در سہارنپور۔

و: جلسہ کانگریس، لاہور۔ تقریر حضرت مدنی.......... ۵/ربیع الاول ۱۳۵۷ھ/۶ مئی ۱۹۳۸ء۔

ز: جلسہ اٹاوہ کانگریس زیر صدارت حضرت مدنی.......... ۲۸/ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ/۹/فروری ۱۹۳۹ء۔

ح: برقیہ حضرت مدنی از لکھنؤ جستھا بند کرد، صلح ہوگئی۔.......... ۹/صفر ۵۸ھ/۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء۔

ط: جمعیۃ علمائے ہند کا بارہواں اجلاس جونپور میں، شرکت و صدارت حضرت مدنی...... از ۱۳۵۹ھ/۷/تا ۱۹۴۰ء

ی: مولوی ابوالکلام نے حضرت مدنی کو تار کے ذریعہ شملہ طلب کیا، کئی دن قیام رہا۔ داؤد غزنوی، مولوی حبیب الرحمٰن، احرار وغیرہ سب شملہ بر طلب آزاد......

ک: روانگی حضرت مدنی شملہ بر خصوصی طلب مولوی ابوالکلام آزاد۔..........

حضرت مولانا محمد الیاس کے متعلق تمام چھوٹی بڑی باتیں، ان کی جماعت تبلیغ کی نقل و حرکت کی تفصیلات، کون سی جماعت کتنے افراد پر مشتمل کہاں گئی، کب آئی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے کس جماعت کے ساتھ کتنے دن سفر کیا، تبلیغی جلسے کہاں کہاں ہوئے، اس میں علماء میں سے کون کون تشریف فرما تھے کس نے خطاب کیا اور کون کون صرف شریک رہا۔ ہر ایک کا اس روزنامچہ میں خاصا تذکرہ ہے، ایسا کہ اس کو مرتب کیا جائے تو شاید ایک مفصل کتاب ہو۔

اس وقت حضرت حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی بھی حیات اور تھانہ بھون میں تشریف فرما تھے اس لئے فطری طور پر حضرت سے متعلق معلومات کا تذکرہ بھی اس روزنامچہ کا ایک ضروری حصہ ہے۔ حضرت تھانوی کے اس زمانہ میں جو سفر ہوئے خصوصاً لاہور اور لکھنؤ وغیرہ کے، ان کی تاریخیں، مختصر اشارات، حضرت کے سہارن پور تشریف لانے واپس ہونے کے اوقات، سہارن پور کے حضرت تھانوی کے اور اسفار، حضرت سے ملاقات کے لئے حضرت کے چند ممتاز خلفاء یا مخلص احباب کے سہارن پور ہوتے ہوئے حضرت شیخ کے یہاں یا مظاہر علوم میں ٹھہرتے ہوئے تھانہ بھون جانے کا تذکرہ، حضرت کی لیگ اور مسلم سیاست کے حوالہ سے بعض مصروفیات کا ذکر، حضرت کے جمعیۃ علماء سے وابستگی کی بات، حضرت تھانوی کی مسٹر جناح اور مسلم لیگ سے روابط کے بعض اشارات، غرض کہ حضرت تھانوی کی وفات تک کے بیسیوں مندرجات اس میں شامل ہیں۔(۱)

(۱) مثلاً ملاحظہ ہو: روانگی ناظم مولانا عبداللطیف صاحب برطلب حضرت تھانوی، برائے شرکت شوریٰ تنظیم المسلمین، آمد تھانہ بھون مفتی کفایت اللہ صاحب اور سجاد صاحب۔ ۱۵/شعبان ۵۶ھ ۲۱/اکتوبر ۱۹۳۷ء۔

ب: آمد مولوی ظفر احمد صاحب و مولوی شفیق دیوبند صبح ۷/بجے از تھانہ بھون برائے شوریٰ وفد جناح۔ واپسی شب و روانگی، وصل (بلگرامی) و (مولوی) منفعت (علی وکیل سہارن پور) میرٹھ صبح۔

ج: آمد خواجہ عزیز الحسن و مولوی (مفتی) محمد حسن (امرت سری) بوقت ۱۰ بجے صبح۔ روانگی (تھانہ بھون) قبل مغرب۔ ۳۰/ربیع الاول ۵۶ھ / ۱۰ جون ۳۷۔

د: روانگی وفد تھانہ بھون برائے پٹنہ (برائے شرکت اجلاس ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ)۔ ۲/ذی قعدہ ۵۷، ۲۴ دسمبر ۳۸۔

ہ: روانگی مولوی منفعت علی، لکھنؤ برائے اجلاس کونسل (مسلم لیگ) ۱۲/ذی قعدہ ۵۶، ۱۵ جنوری ۳۸۔

و: ہدیہ از مولانا تھانوی، بہ راجہ محمود آباد۔ بوساطت مولوی منفعت علی قرآن پاک قلمی و رومال۔ ۲۵/رجب ۵۶/ یکم اکتوبر ۳۷ء۔

ز: روانگی مولوی شبیر علی تھانوی پاکستان۔ ۶/جمادی الاول ۶۷/ ۷ مارچ ۴۹ء۔

اس روزنامچہ کی معلومات کی وسعت وثروت اور جامعیت کا یہ عالم ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی سوانحات مؤلفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی اور سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی تالیف مولانا محمد ثانی حسنی و تذکرہ مولوی محمد ہارون کاندھلوی اور بعد میں حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی پر لکھی ہوئی کتابوں کا بنیادی سرمایہ، خصوصاً ان کی جہاں گشتی کی روداد، ان کے اسفار کی تفصیل، سب اسی روزنامچہ کی مرہون منت ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر حضرت شیخ کا یہ روزنامچہ نہ ہوتا تو مذکورہ سوانحات کا مرتب ہونا نہایت مشکل کام تھا، اور اگرچہ ان سوانحات کے لئے اس روزنامچہ سے بھرپور استفادہ ہوا ہے اور اس روزنامچہ کے مندرجات نے ان سوانح نگاروں کی بے حد مدد اور رہنمائی کی ہے واقعات کے صحیح ومستند تاریخیں فراہم کیں، نامعلوم گوشوں پر سے پردہ اٹھایا اور ان بزرگوں کے احوال کی درجہ بدرجہ مصروفیات وترتیب کو عیاں فرمایا، یہ سب صحیح ہے، لیکن یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ان بزرگوں سے متعلق اس روزنامچہ کی جملہ معلومات ومندرجات ان کتابوں میں آگئی ہیں، اگر غور سے دیکھا جائے تو ابھی ایسی کئی باتیں ہیں جن کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ کاندھلہ کے خاندان کے تمام مردوں عورتوں بچوں کی تواریخ ولادت و وفات، خاندان کے اور معاملات، تقریبات ومسرت کے واقعات، حوادث وآفات ہر ایک کا ذکر ہے

حضرت شیخ کے جو دوست و احباب اور خاص متعلقین تھے ان کے متعلق خاصے اندراجات ہیں، حضرت شیخ کے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی اور حضرت مولانا گنگوہی کے خانوادہ کے افراد کے متعلق اطلاعات ہیں، حضرت شیخ سے ملاقات، ان کے سہارن پور یا حج وغیرہ کے سفر، ان کی شادی بیاہ، ان کے اور مسائل اور تواریخ وفات کا بھی تذکرہ ہے اور بھی ایسی معلومات ہیں کہ ان کا ملنا آسان نہیں۔

حضرت شیخ کی جن بزرگوں سے بہت زیادہ قربت، عقیدت اور ہمہ وقت رابطہ تھا ان

میں سے سب سے پہلے حضرت مولانا محمد الیاس نے رخت سفر باندھا، پھر حضرت مدنی مسافر آخرت ہوئے، آخر میں حضرت رائے پوری نے اس دنیائے فانی کو الوداع کہا، ان تینوں کے بعد ان کے جو اخلاف و جانشین تھے حضرت شیخ کے روز نامچہ میں ان کا حصہ بڑھ گیا، ان میں سے ہر ایک کا اہتمام سے تذکرہ ہوتا جس طرح ان تینوں بزرگوں کا ہوتا تھا، ان کی خوشی غمی، ان کے احوال و اطوار، ان کے سفر و حضر ہر ایک کی جھلکیاں بلکہ اچھی خاصی مکمل تصویر اس روز نامچہ کے صفحات پر دیکھی جاسکتی ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ہوں یا مولانا انعام الحسن صاحب، مولانا اسعد مدنی صاحب ہوں یا حضرت رائے پوری کے جانشین کرام ہر ایک کے متعلق بہت کچھ موجود ہے۔(۱) اول الذکر دونوں کے متعلق نسبتاً زیادہ اور تفصیل سے اور بعد والوں کے متعلق کسی قدر کم اور اجمالی لیکن تذکرہ ہر ایک کا ہے۔

اسی روز نامچہ میں مولانا عبید اللہ سندھی کا ذکر ہے، جلاوطنی سے کب واپس آئے، کب دیوبند پہونچے، کب دہلی میں بیت الحکمت قائم کیا، اور کیا کیا کام کئے، کس تاریخ کو وفات پائی۔ (۲) اسی طرح مولانا شبیر احمد عثانی کے متعلق بھی بعض اشارات و معلومات ہیں، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا ابوالمحاسن سجاد، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا احمد سعید اور مولانا عبد الحلیم صدیقی وغیرہ جمعیۃ کے اکابر علماء کا بھی کہنا چاہئے تقریباً ہر جگہ تذکرہ ہے، ہر ایک کی سیاسی مصروفیات و بیانات اور گرفتاری اور سزا کی خاصی تاریخ اس روز نامچہ سے مرتب ہوسکتی ہے۔

---

(۱) آمد صاحبزادی صاحبہ مع محمد یعقوب چدامے قدح چشم۔ ۲۷ / محرم ۵۶ / ۱۰ / اپریل / ۳۷۔

ب: آمد صاحبزادی صاحبہ حضرت سہارنپوری از انبیٹھ بوقت صبح۔ ۲۹ / ربیع الاول ۵۶ / ۶ / مئی ۳۷۔

(۲) چند اندراجات ملاحظہ ہوں: الف: واپسی مولانا عبید اللہ سندھی از حجاز۔ از جہاز المدینہ صبح، ۷ / بجے۔ از ۱۲ھ، جلاوطن شدہ بود بعد۔ اکیس سال واپس شدند۔ ۲۵ / محرم ۱۳۸۵ھ / ۷ / مارچ ۳۹۔

ب: واپسی مولوی عبید اللہ صاحب سندھی، از دیوبند ۵ / بجے شام۔ ۲ / ربیع الاول ۵۸ / ۲۳ / مئی ۳۹۔

ج: جامعہ ملیہ میں بیت الحکمۃ کا افتتاح۔ ۱۶ / شوال ۵۹ / ۱۷ / نومبر ۵۰۔

د: جمعیۃ مرکزیہ کا قیام، زیر صدارت مولوی عبید اللہ سندھی۔ ۵ / ربیع الثانی ۵۸ / ۲۶ / مئی ۳۹۔

ہ: حادثہ انتقال مولوی عبید اللہ صاحب سندھی، بمقام دین پور علاقہ بھاول پور، کہ اتفاقاً وہاں گئے ہوئے تھے۔

۳ / رمضان ۶۳ / ۲۳ / اگست ۴۴۔

علامہ سید سلیمان ندوی کا بھی کئی جگہ حوالہ وتذکرہ ملتا ہے، حضرت تھانوی سے ملاقات کے لئے تھانہ بھون اور لکھنؤ کا سفر، مولانا محمد الیاس سے انسیت، تبلیغی کام میں شرکت، اور علامہ سے اپنی بعض مفصل ملاقاتوں اور علمی موضوعات پر مفصل گفتگو کا بھی اشارہ کیا ہے۔(۱)

علامہ کی ملازمت بھوپال سے سفر پاکستان اور وفات تک تمام واقعات کی تاریخیں درج ہیں۔ علامہ اقبال کا بھی تذکرہ ملتا ہے خاص طور سے ان کے حادثہ وفات کی اطلاع درج ہے، اس کے بعد پورے ملک میں جو یوم اقبال منایا گیا اور سہارن پور میں جو اس کا جلسہ ہوا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔(۲)

---

(۱) الف: اعظم گڑھ میں شبلی کالج کا سنگ بنیاد بدست، (مولانا حبیب الرحمٰن) شیروانی و (علامہ مولانا) سید سلیمان ندوی۔ ۲۱/صفر ۵۹/۳۱/مارچ ۴۰۔

ب: آمد سید سلیمان ندوی بعد قیام ایک روزہ دیوبند، ۴/بجے شام ....روانگی صبح چہار شنبہ ۲۷/ذی الحجہ ۶۴/۳/دسمبر ۴۵۔

ج: علامہ سید سلیمان......کی طرف سے امیر الحجاج، شوال۔ ۶۸/اگست ۴۹۔

(۲) الف: حادثۂ انتقال ڈاکٹر اقبال، مشہور بشاعر مشرق، بوقت صبح فجر۔ بعمر اکسٹھ سال غفر اللہ۔

۱۹/صفر ۱۳۵۷/۲۱/اپریل ۱۹۳۸۔

ب: یوم اقبال در جملہ بلاد۔ جلسہ سہارن پور در ٹاؤن ہال۔

۱۹/صفر ۵۸/۱۰/اپریل ۳۹۔

اور بھی اہم ممتاز شخصیت کا تذکرہ ملتا ہے۔(۱) اعظم گڑھ کالج کے افتتاح کی تاریخ اور وہاں کے بعض ذمہ داروں سے ملاقاتوں کا ذکر، کالج کے پرنسپل بشیر احمد صدیقی کے سہارنپور آنے جانے اور آخر میں پاکستان جاتے وقت آخری ملاقات اور بعد میں ہندوستان آنے جانے کا بھی ذکر ہے۔

---

(۱) الف: انتقال شوکت علی، در دہلی از بندش حرکت قلب جنازہ کے جلوس کی تفصیل لکھی ہے۔

۵؍شوال ۵۷/ ۲۷؍نومبر ۳۸۔

ب: انتقال مولوی عرفان بمبئی جنرل سکریٹری خلافت اچانک حرکت قلب بند۔

۲۵؍صفر ۵۸/ ۱۶؍اپریل ۱۹۳۹ء۔

ج: یوم ٹیپو در ملک و بلاد ۔ ۲۷؍ذی قعدہ ۵۹/ ۲۷ دسمبر ۴۰۔

د: نظام ڈے، منجانب اہل ہنود، بمخالفت نظام وفساد، در دہلی بدیلی وغیرہ۔ ۳۰؍ذیقعدہ ۵۷/ ۲۲ جنوری ۳۹۔

ہ: بیان نظام صاحب۔ در بارہ مذمت اسعد علی والی عراق۔ ۱۷؍مئی ۴۱ء ۔

ہ: ہندوستان فوج کا بلا اطلاع ریاست حیدرآباد پر حملہ ۱۱؍ستمبر ۴۸ء ۔

ہ: آج ۵؍بجے شام حیدرآباد سے جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ ۱۷؍ستمبر

نظام نے حیدرآباد کے ہند یونین میں شرکت پر دستخط کر دیئے ۔ ۱۱؍اکتوبر سنہ ۴۹ء ۔

بوقت سہ پہر، شاہ اودھ، واجد علی شاہ کے آخری بیٹے شہزادہ اکرم حسین کا انتقال، بعمر اکسٹھ سال، شادی نہیں کی۔

۱۲؍رمضان ۱۳۵۹/ ۱۵؍اکتوبر ۴۰ ۔

انتقال خاں بہادر عزیز الدین دہلوی ۔ ۲۴؍ذی الحجہ ۵۹/ ۲۳؍جنوری سنہ ۴۰۔

انتقال سید سلیمان چیف جسٹس در دہلی۔ ۱۲؍بجے شب پنج شنبہ و دفن نظام الدین ۲؍بجے مقبرہ حسن نظامی۔

۱۴؍صفر ۶۰/ ۱۳؍مارچ ۱۹۴۱ء ۔

انتقال حکیم نابینا در دہلی، وصول تابوت نعش در گنگوہ شب دوشنبہ، فراغ از تدفین ڈھائی بجے۔

۶/۷؍ربیع الثانی ۶۰ھ/ ۵؍مئی ۴۱ ۔

حادثہ انتقال عالم جلیل القدر، مولانا محمد حسن خان صاحب مصنف معجم المصنفین ۔ ۹؍شوال ۱۳۶۶ھ/ ۶؍دسمبر سنہ ۴۷۔

قافلہ اکابر کے گذر جانے کے بعد جو حضرات نمایاں اور علم و عمل کے شہسوار بنے ان میں سے بھی اکثر کا خاصا احوال ملتا ہے خصوصاً ان صاحبان کا جن کا حضرت شیخ سے یا حضرت مولانا محمد الیاس سے، اکابر ثلاثہ سے بہت قریبی تعلق رہا، یا ان کا نظام الدین رائے پور یا سہارن پور کثرت سے آنا جانا تھا ان کا بھی تذکرہ ہے، جیسے جیسے وقت گذرتا رہا ان حضرات سے شیخ کا تعلق ان کی شیخ کی خدمت میں آمد و رفت میں اضافہ ہوتا گیا، اسی تناسب سے حضرت شیخ کے روزنامچہ میں ان سے متعلق معلومات و اطلاعات کا دائرہ وسیع ہوتا رہا، ایسے حضرات میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی اور مولانا محمد منظور نعمانی کا بطور خاص ذکر ہے۔ مولانا منظور نعمانی کا پہلا تذکرہ صفر ۱۳۵۹ھ اپریل ۱۹۴۰ء کے اندراج میں آیا ہے، جس میں سے مولانا کے مولانا ابوالحسن علی ندوی اور ماسٹر عبدالواحد صاحب کے ساتھ آنے اور مولانا نعمانی کے اس خیال پر کہ علماء اور انگریزی تعلیم یافتہ کی ایک تنظیم قائم کی جائے، مفصل گفتگو کا ذکر کیا ہے۔

مولانا علی میاں کا دوسرا اندراج ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۲۴؍ مئی ۱۹۴۰ء کے ضمن میں ہے، جب حضرت شیخ مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم اور مولانا علی میاں گھاسیڑھ کے تبلیغی جلسہ میں ساتھ گئے تھے، اس کے بعد سے کثرت سے ان دونوں صاحبان کا خصوصاً مولانا علی میاں کا تذکرہ ملتا ہے، حضرت مولانا علی میاں کی نسبت سے اس خانوادہ گرامی کے اور اصحاب مثلاً محمد ثانی حسنی، مولانا محمد رابع صاحب مولانا محمد الحسنی، مولانا حمزہ وغیرہ متعدد اصحاب کے سہارنپور، رائے پور آنے، مختلف اسفار کی معلومات اور متعلقہ اصحاب کی مختلف مصروفیات کا بھی کہیں کہیں تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس روزنامچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ مودودی صاحب نے مولانا محمد الیاس اور تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کا خیال ظاہر کیا تھا اور اس کے لئے دہلی کا ایک خاص سفر بھی کیا تھا، مودودی صاحب نے اپنی رفاقت اور تعاون کے لئے مولانا منظور نعمانی اور علی میاں کو بھی بلوایا تھا، یہ دونوں صاحبان نظام الدین پہونچ گئے تھے، مودودی صاحب بھی دہلی

آ گئے تھے، مگر گفتگو اور ملاقات کے لئے نظام الدین نہیں پہونچے۔(۱)

اس کے علاوہ اس زمانہ کے مشاہیر علماء اور جو افراد دینی ملی دنیا میں سرگرم تھے ان میں سے بہت سوں کا خصوصاً ان افراد و جماعت اور اداروں (جن کا مذکورہ چار بزرگوں، خصوصاً پہلے تینوں سے تعلق تھا) کی کاروائیوں، سرگرمیوں کی بیشتر تفصیلات قلم بند کی گئی ہیں، اس میں جمعیۃ علماء کا بھی تذکرہ ہے، مجلس احرار کا بھی، جمعیۃ مرکزیہ کا بھی اور مولانا عبید اللہ سندھی کی جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی کا بھی، کانگریس کا بھی ہے اور مسلم لیگ کا بھی، ہندو مہا سبھا کی تفرقہ انگیز کاروائیوں پر بھی نظر رکھی گئی ہے اور بعد میں راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کی حرکتوں پر بھی۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے جو اہم سیاسی یا مذہبی تحریکات برپا ہوئیں مثلاً تحریک مدح صحابہ، تنظیم اہل سنت، مجلس دعوۃ الحق اور مجلس تنظیم المسلمین وغیرہ جن کو اب عموماً کوئی جانتا بھی نہیں، ان کی جدوجہد جلسے جلوس، جلسوں، نشستوں کے خاص شرکاء اور مقررین، ان کے جلسوں کے مقام انعقاد، ان کی تاریخیں، ان کی طے کردہ تجویزیں اور مشورے، بعد میں جو کچھ اختلاف و اتفاق ہوا اس کا تذکرہ بھی روزنامچہ میں شامل ہے۔(۲)

---

(۱) لکھا ہے: روانگی زکریا، برطلب چچا جان بمد آمد ابوالاعلیٰ مودودی، برائے تبلیغ جماعت خود۔

۷؍شوال ۱۳۶۰ھ/ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۴۱ ۔

آمد مولوی منظور نعمانی ابوالحسن ندوی، نظام الدین ۹؍بجے صبح۔ ابوالاعلیٰ دہلی آگئے مگر بعوارض نظام الدین (آنے کی) فرصت نہیں ملی۔ ۷؍شوال ۱۳۶۰ھ/ ۲۹؍اکتوبر ۔

(۲) گمنام مجلسیں اور تنظیمیں:

(الف) جلسہ سالانہ، انجمن سیف الاسلام دہلی ۲۱؍اپریل ۳۹/ یکم ربیع الاول ۵۸۔

(ب) جلسہ انجمن سیف الاسلام، دہلی ساتواں ۲۶؍صفر ۵۹/ ۵؍اپریل ۴۰ ۔

(ج) جلسہ انجمن اصلاح المسلمین، میرٹھ ۱۷، ۱۸، ۱۹؍ربیع الاول ۵۹/ ۲۶، ۲۷، ۲۸؍اپریل ۴۰ ۔

(د) مسلم کانفرنس دہلی۔ ۲۰؍ربیع الاول ۵۹/ ۲۸؍مارچ ۴۰۔

(ہ) مسلم لیگ کے مقابلہ میں مسٹر فضل الحق کی پروگریس مسلم لیگ کی ابتداء ۲۰؍جون ۴۲/ ۵ جمادی الثانی ۶۱۔

(و) آل انڈیا مؤمن کانفرنس دہلی۔ ۲۶/ ۲۸؍اپریل ۴۳۔

(ز) انجمن حمایت الاسلام کا باونواں جلسہ۔ ۱۳؍ربیع الاول ۶۰/ ۱۱؍اپریل ۴۱۔

(ح) جلسہ تبلیغ الاحناف امرتسر ۳/ ۶؍اپریل ۴۵/ ۱۹/ ۲۱؍ربیع الثانی ۶۴۔

حضرت شیخ جہاں جمعیۃ علماء کا تذکرہ فرماتے ہیں اور اس کی کارروائیوں پر نظر رکھتے ہیں اور اس کی نشستوں، جلسوں میٹنگوں کی تاریخیں اور بعض معلومات رقم فرماتے ہیں، وہیں مجلس احرار کی جدوجہد پر بھی خاص توجہ ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی گویا ایک ایک نقل وحرکت اور مجلس احرار کے خصوصاً سہارنپور اور اس کے نواح میں اس کی فرمائش پر بلائی گئی ہڑتالوں اور جلسوں کا بھی تذکرہ ہے۔(۱)

حضرت شیخ اگر ایک جانب اپنی تمام مذہبی تنظیموں پر نظر رکھتے ہیں تو دوسری طرف خاکسار تحریک جماعت اسلامی کی آغاز وابتداء اور اس قسم کی اور جماعتوں اور تنظیموں کے احوال سے بھی بے خبر نہیں، جماعت اسلامی کی پہلی نشست سے مودودی صاحب کی پاکستان میں آخری گرفتاری تک ہر ایک اطلاع اس روزنامچہ میں جگہ پائے ہوئے۔(۲) اسی طرح خاکسار تحریک

---

(۱) چند مندرجات ملاحظہ ہوں:

الف: ڈیرہ اسماعیل خاں میں سیرت النبی کے جلسہ میں شرکت کے لئے مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی روانگی، کمشنر نے اپنی حدود ضلع سے نکلنے کا مشورہ دیا۔ ۱۲/ربیع الاول سنہ ۵۶/۲۳/جنوری ۳۷۔

ب: اسارہ مولوی حبیب الرحمٰن صدر احرار کیلاش پور۔ ۵/صفر ۵۷/۳/اپریل ۳۸۔

ج: جلسہ متحدہ لیگ احرار در جبلی پارک شرکت رئیس الاحرار سہارن پور بسلسلہ پابندی قربان درگاؤں نزد گنگوہ۔ ۲۱/رجب ۶۴/۲/جولائی ۴۵۔

د: رہائی مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سابق صدر احرار ساڑھے چار بجے اسارت کے بعد۔ ۱۱/صفر ۶۰/۱۰/مارچ ۴۱۔

ہ: میری اس تاریخ کو ہجری کے حساب پوری پچاس برس کی ہوجائے گی۔ مکتوب از منٹگری جیل۔

(۲) الف: مودودی صاحب جماعت اسلامی۔ یکم شعبان ۶۰/۲۵/اگست سنہ ۴۱۔

ب: لاہور میں ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریک پر ۱۵۰/نفر کا اجتماع، اسلامی جماعت کی تشکیل۔

ج: روانگی زکریا دہلی، بر طلب چچا جان، بدآمد ابوالاعلیٰ مودودی برائے تبلیغ، جماعت خود۔ ۷/شوال ۶۰/۲۸/اکتوبر ۴۱

د: دارالاسلام پٹھان کوٹ میں مجلس تعلیمی کا اجلاس جس میں مستقل مرکز دارالاسلام کو قرار دیا گیا...... وغیرہ ترجمان القرآن رجب ۶۳۔

و: آج مودودی صاحب کی نظربندی کی آخری تاریخ تھی حکومت پاکستان نے چھ ماہ اور اضافہ کر دیا، اب تک اضافات ہوتے ہوئے ایک سال گذر گیا۔ ۱۷/ذی قعدہ ۶۲/۱۳/اکتوبر ۴۷۔

ز: ابوالاعلی مودودی مولوی امین احسن اصلاحی کو ۴/اکتوبر ۴۸ کو نظر بند کیا تھا، آج رہائی کی تاریخ تھی کہ قید میں چھ ماہ کا اضافہ کر دیا۔

کی ابتداء، اس کی سیلاب وطوفان کی رفتار سے ترقی، اس کے جلسے جلوس، ارباب اقتدار اور پولس سے اس کا مقابلہ اور مزاحمت، اس معرکہ آرائی میں ہلاکت وزخمی ہونے والے افراد کی تعداد، اور عنایت اللہ مشرقی کے بارے میں متفرق معلومات سے ان کی وفات تک، ہر ایک قابل ذکر اطلاع نے اپنی جگہ بنائی ہے۔ علمائے اہل حدیث ان کے مدارس، ان کی دینی ملی جدوجہد، اہل حدیث تنظیموں کے اجلاس اور مختلف سرگرمیوں کا بھی تذکرہ ہے۔

دوسری طرف سیاسی جماعتوں کے قائدین کی پرہنگام زندگی اور اسفار کا بھی تذکرہ کیا ہے، کانگریس کے اجتماعات میں، ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ ہو، یا کوئی احتجاج ومظاہرہ ان سب کا اس میں تذکرہ ملے گا، کانگریس کمیٹی کے جلسہ میں کون ممبران شریک ہوئے، کیا اختلاف اتفاق ہوا اس پر بھی نظر رکھی ہے۔ (۱)

(۱) چند اندراجات اس طرح ہیں: کانگریس: فہرست ورکنگ کمیٹی منتخبہ یکم مئی سنہ ۳۹ بصدارت راجندر پرشاد۔ کانگریس کے جدید صدر مسٹر سوبھاش چندر بوس جلوس ۵۱ رہری پور.................۱۱ رذی الحجہ ۵۶/ ۱۳ رفروری ۳۸۔

جلسہ شوریٰ، وادھا، چاس گاندھی، بوس وعدم شرکت بوس موجبہ بخاری ابوکلام عبدالغفار خاں میں تجویز استعفیٰ گاندھی۔
۱۳ رشوال ۵۷/ ۶ ردسمبر ۳۸۔

اجلاس ورکنگ کمیٹی اجلاس سبھاش بابو کی صدارت مگران کی بیماری کی وجہ سے صدارت ابوالکلام۔
۸ رربیع الاول ۵۸/ ۲۹ راپریل سنہ ۳۹۔

اجلاس ورکنگ کمیٹی کانگریس، وگاندھی درکلکتہ وباوجود شود......اور سبھاش وگاندھی تشد......وجدید ورکنگ کمیٹی قاضی لیاقت۔

جلسہ آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی بمبئی۔ ۵ رجمادی الاول ۵۸/ ۲۴ رجون ۳۹۔

یوم اتحاد منجانب کانگریس بنادیا گیا بجواب یوم نجات مسٹر جناح صدر ولیگ۔ ۱۰ رذی قعدہ ۵۸/ ۲۲ ردسمبر ۳۹۔

واردھا میں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۱۷ رجون ۴۰/ ۱۰ رجمادی الاول ۵۹۔

کانگریس کی وائسرائے سے ملاقات کے بعد کانگریس ورکنگ کا اجلاس۔ ۲۶ رجمادی الاول ۵۹/ ۳ رجولائی ۴۰۔

سیوا گرام سب کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا بمبئی......مولانا آزاد، آصف علی، پنت گاندھی جی ریزو پیش کے مخالف ہیں جو.........متفق ہیں۔ ۱۴ رجولائی ۴۲.........۲۷ رجمادی الثانی ۶۱/ ۱۲ رجولائی سنہ ۴۲۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اہم اجلاس، ۹ ردن کی بحث وتمحیص کے بعد انگریزوں کے چلے جانے کا ریزو پیش وسول نافرمانی۔ ۹ راگست ۴۲/ ۲۵ ررجب ۶۱۔

ہندوستان چھوڑ وتحریک کا آغاز کانگریس رہنماؤں کی گرفتاری ...... گاندھی جواہر آزاد وغیرہ جملہ ممبران گرفتار...... ۶ رجولائی سنہ ۴۲۔ ۶ رجولائی کے......میں آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اہم ترین اجلاس ۶ رسال صدارت کے بعد مولانا آزاد نے کرسی صدارت جواہر لال کے حوالہ کی۔

لاہور سے مسلمانوں کا احتجاج اور کمیٹی کو ہار کہ اس میں مولانا مدنی اور مولانا حفظ الرحمان، نام کیوں شامل ہیں۔

یوم تعلیم کانگریس جلسہ واجلاس طلبہ مدرسہ سرکاری......ہم تعطیل.........۲۳ رذی قعدہ ۵۷/ ۱۵ رجنوری ۳۹۔

ادھر مسلم لیگ کی بھی تمام مصروفیات زیرِ نظر ہیں مسلم لیگ کے مقامی علاقائی جلسوں سے آل انڈیا کمیٹی کی نشستوں تک جو کچھ ہو رہا ہے یہ روزنامچہ اس کی روداد پیش کرتا ہے۔ جناح صاحب کیا کیا کر رہے ہیں، ان سے کس کس کی ملاقات ہوئی، کیا طے پایا، لیگ کے رفقاء و زعماء میں سے کون کون جناح سے ملا اور کیا فیصلہ ہوا، ہر ایک موضوع پر اس روز نامچہ میں قیمتی اطلاعات ہیں۔(۱)

---

(۱) جناح: مسٹر جناح کی وایسرائے سے ملاقات ساڑھے تین بجے سے شام ۶ بجکر ۵ منٹ تک۔
۲۰؍ جمادی الاول ۵۹/ ۲۷؍ جون ۴۰۔

چونسٹھویں سال گرہ مسٹر جناح صدر لیگ۔ ۲۵؍ ذی قعدہ ۵۹/ ۲۵؍ دسمبر ۴۰۔

جلسہ سالانہ آل انڈیا مسلم لیگ ۸۵؍ اس میں ۱۳؍ ربیع الاول ۶۰/ ۱۱؍ اپریل ۴۱۔

حیدر آباد دکن میں مسٹر جناح کو سپاستاعہ کے ساتھ ستر ہزار کی تھیلی پیش۔ سونے چاندی میں تولنے کو علماء نے ناجائز بتایا۔ ۱۵؍ جولائی ۴۶/ ۱۴؍ شعبان ۶۵۔

مسٹر جناح کا حادثۂ انتقال، مفصل اندراج ۱۱؍ ستمبر ۴۸/ ۶؍ ذی قعدہ ۶۷۔

مولانا داؤد غزنوی، کانگریس سے استعفاء دے کر لیگ میں شریک۔ ۱۶؍ جولائی ۴۶/ ۱۵؍ شعبان ۶۵۔

دہلی میں آج صبح سے رات تک آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ اور آل انڈیا کونسل مسلم لیگ کے خفیہ اجلاس ہوتے رہے، جس میں اخباری نمائندوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی، اسمبلی میں مسٹر جناح کا بیان اور رواک آؤٹ۔ ۴، ۵؍ شوال، ۲۵، ۲۶؍ اکتوبر ۴۱۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں اجلاس، بیرون اجمیری دروازہ دہلی۔ ۲۳؍ اپریل ۴۳/ ۱۷؍ ربیع الثانی ۶۲۔

مرکزی اسمبلی چورانوے فی صد سے زائد مسلم لیگ کے ساتھ:

کل مسلم ووٹ: ۳۶۷۴۶۳

مسلم لیگ کے: ۳۴۵۸۶۱

مسلم لیگ کے خلاف: ۲۱۶۰۲

صدق ۱۴؍ صفر سنہ ۶۵/ تفصیلات زمزم ۱۹؍ مئی ۴۶۔

اسی طرح کانگریس کے رہنماؤں میں سے گاندھی جی، (۱) مولانا ابوالکلام آزاد (۲) جواہر لال نہرو، (۳) سردار پٹیل ہر ایک کے سیاسی بیانات کا اشارہ و خلاصہ، ان کی سیاسی اقدامات کی نشان دہی، ان لوگوں پر برٹش گورنمنٹ کے عتاب و گرفتاری، رہائی مقدمہ اور سزائیں، (۴) نظر بندی اور مختلف شہروں کی حدود میں داخلہ پر پابندی اور ان میں سے بعض کی طرف سے اس کی مخالفت، ہر ایک پہلو اس روزنامچہ کے اندراجات میں شامل ہے۔

---

(۱) گاندھی جی: ۷۸ رسالگرہ گاندھی انگریزی حساب سے ۲۵ راکتوبر کو ہوئی مگر ہندی حساب سے اس وقت ہوگئی۔ ۲۷ رشوال ۶۵/ ۲۴ ردسمبر ۴۵۔

ملاقات گاندھی و جناح برمکاں جناح دریارھ رتی از کانگریس ورکنگ خفیہ از ساڑھے گیارہ بجے اودھ۔

۲۶ رصفر ۵۷/ ۲۸ راپریل ۳۸۔

ورکنگ کمیٹی کانگریس کے کئی دن کے اجلاس کے بعد گاندھی کی باضابطہ کانگریس سے علیحدگی۔

۱۴ رجمادی الاول ۵۹/ ۲۱ رجون ۴۰۔

ساتویں ملاقات گاندھی و ویسرائے شملہ میں پہلی مرتبہ جو ساڑھے تین گھنٹے رہی۔ ۲۳ رشعبان ۵۹/ ۲۷ رستمبر ۱۹۴۰۔

رہائی گاندھی از جیل بسلسلہ علالت ۶ رمئی ۴۴/ یکم جمادی الاول ۶۳۔

(۲) ابوالکلام آزاد: سزا مولانا ابوالکلام آزاد صدر کانگریس، قید میں ڈیڑھ سال ۹ رذی الحجہ ۵۹/ ۸ رجنوری ۴۱۔

رہائی ابوالکلام آزاد چار بجے شام نینی تال جیل۔ ۱۴ رذی قعدہ ۶۰/ ۴ ردسمبر ۴۱۔

گرفتاری رفیع احمد قدوائی برخلاف جناح۔ ۱۳ رذی قعدہ ۵۹/ ۱۳ ردسمبر سنہ ۴۰۔

یک سالہ سزا بلا مشقت حافظ ابراہیم بجنوری۔ ۱۷ رشوال ۵۹/ ۸ رجنوری ۴۱۔

(۳) نہرو: جواہر لال نہرو در سہارنپور صبح ۹ ربجے جلسہ کانگریس، مجمع کثیر۔ یکم ذی الحجہ ۵۸/ ۱۲ رجنوری ۴۵۔

گرفتاری جواہر لال نہرو۔ ۸ ربجے شام اسٹیشن ۱۵ میل الہ آباد

سزا جواہر لال نہرو ۱۲ ربجے تین مقدموں میں، فی مقدمہ ایک سال جو ایک کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوگی۔

۳ رشوال ۵۹/ ۳ رنومبر ۴۰۔

رہائی جواہر لال نہرو ۱۲ ربجے دوپہر دہرہ دون سے۔ ۴ ردسمبر ۴۱/ ۱۴ رذی قعدہ ۶۰۔

(۴) شیخ عبداللہ: کشمیر ۴۷ سے پہلے آج کمیشن جج نے شیخ عبداللہ کو تین مقدموں میں تین تین سال کی قید بلا مشقت دیدی جو یک وقت شروع ہوئی.......... جرمانہ ۱۳ رشوال ۶۵/ ۱۰ رستمبر ۴۶۔

شیخ عبداللہ امرتسر معاہدہ کے خلاف بغاوت کے احترام میں گرفتار کشمیری مسلمانوں پر مظالم۔

شیخ عبداللہ کے بعد میر واعظ بھی گرفتار کشمیر میں گرفتاروں کی تعداد ۲۷۴ تک پہونچ گئی۔ ۲۴ رمئی سنہ ۴۶۔

سبھاش چندر بوس کی سرگرمیوں کا بھی خاصا مفصل تذکرہ ہے، کانگریس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں ان کی تقریروں کی تاریخیں لکھی گئی ہیں، کانگریس کے قائدین سے جوان کے اختلافات رہے اور کانگریس کے جن جلسوں میں وہ کسی خاص وجہ سے شریک نہیں ہوئے، اس کو عیاں کیا گیا ہے، بوس وغیرہ قائدین کے بعض خاص خاص فقرے جملے بھی محفوظ کر لئے ہیں، سبھاش چندر بوس کی گرفتاری کا بھی ذکر ہے اور ہوائی جہاز کے حادثہ میں موت کا بھی۔(۱) مولانا آزاد کب گرفتار ہوئے، پنتھ کو کب حراست میں لیا گیا،(۲) گاندھی جی کو کب جیل بھیجا گیا، کانگریس کے اور ممبر کب کب پکڑے گئے، کون سی بات ہے جس کا اس روزنامچہ میں اہتمام نہیں کیا گیا۔

یہ روزنامچہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے انگریز کے خلاف تحریک اور جدوجہد کہاں کس رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے، برٹش گورنمنٹ کیا کیا اقدامات کر رہی ہے، اور ملک کی سیاسی جماعت اس کے مقابلے اور توڑ کے لئے کن تجویزوں اور مشوروں پر غور کر رہے ہیں، کرپس مشن کب کراچی میں پہونچا، کرپس کی مولانا ابوالکلام آزاد سے کس تاریخ کو کتنی دیر تک ملاقات ہوئی، کرپس نے جناح صاحب سے کب ملاقات کی، کرپس مشن کب واپس ہوا۔ نیز ملک کی سیاسی زندگی میں جو تیز رفتار اتار چڑھاؤ آرہے تھے ان کی بھی موقع بہ موقع روداد (۳)

---

(۱) سبھاش: سبھاش بابو کی گرفتاری ۲۵رجمادی الاولیٰ ۵۹/۲رجولائی ۴۰۔

اس رات میں نو بجے ہوائی جہاز میں آگ لگنے سے سبھاش چندر بوس کا انتقال ہوا۔ ۱۸راگست ۴۵/ ۹ رمضان۔

آج شاہنواز، سہگل، ڈھلوں کے......انچیف نے رہا کر دیا۔ ۳رجنوری ۴۶/ ۲۸ محرم ۶۵۔

(۲) زعمائے ہنود: گرفتاری وتجویت سابق وزیری ۲۳رشوال ۵۹/ ۲۴رنومبر ۴۰۔

گرفتاری سری کرشن وزیر اعظم بہار ۲۶رشوال ۵۹/ ۲۷رنومبر ۴۰۔

(۳) سر اسٹیفورڈ کرپس ۴ بجکر ۵ منٹ پر ہوائی جہاز سے کراچی نزول۔ ۲۲رمارچ ۴۲/ ربیع الاول ۶۱۔

ملاقات کرپس، ابوالکلام ۳ سے ۴ بجے تک......ملاقات کرپس باجناح ۴ بجے سے ۵ بجے تک۔

۲۵رمارچ ۴۲/ ۷رربیع الاول ۶۱۔

واپسی کرپس بنا کالی ۱۲راپریل/ ۲۳رربیع الاول۔

قلمبند کی گئی ہے، خصوصاً ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء کے بعد تک واقعات وحوادث میں سے مشکل سے کوئی اہم بات ہوگی جس کا کم زیادہ تذکرہ اس میں نہ ہو۔

ہندوستان سے انگریزوں کے جانے کے اعلان اور ۱۹۴۷ء میں ہندو پاکستان دو علیحدہ ملک تسلیم کئے جانے کے منصوبہ کے بعد، ان دونوں ملکوں میں وحشت و بربریت کا جو طوفان برپا ہوا اور انسانیت کے دامن کو جس طرح تار تار کیا گیا، جس بے دردی سے انسانوں کا خون بہا اور ناکردہ گناہ لوگوں پر جو تباہی آئی، اس کا بھی خاصی تفصیل سے احوال بیان کیا گیا ہے۔

کہاں کب فساد ہوا، پولس نے کیا کارروائی کی، کتنے لوگ مقتول یا زخمی ہوئے، کس قدر مسلمان شہید ہوئے، اور ان پر کہاں کہاں کیا آفت آئی۔ ہر ایک کی پر الم روداد اس روزنامچہ کے سینہ پر ثبت ہے۔ (۱) ہندوستان سے پاکستان جانے والی ریلوں پر جو گذری اور جس طرح جانے والے افراد اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور جگر پاروں کو قربان ہوتے دیکھتے رہے، اس کا بھی نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۹۴۷ء کے بعد جب فساد کی لہر چلی تو اس وقت سے گاندھی جی کے قتل تک وحشت کا جو ایک عالم طاری رہا، اس کی اطلاعات بھی لکھی گئی ہیں، اور گاندھی جی کے قتل کے بعد سے

---

(۱) فساد اگست ۴۷ء سے پہلے:

کلکتہ میں یوم پاکستان پر زبردست فساد دس ہزار مقتول پچیس ہزار مجروح ۱۸رمضان ۶۵/۱۰ رجولائی ۴۶۔

بمبئی میں فساد آج یکم ستمبر ۴۶/۴ رشوال ۶۵ ...... آج ۳۷ ہلاک، ۱۷۰ مجروح، پولس نے تین مرتبہ گولی چلائی۔

فساد کا پانچواں دن ...... ۸ رشوال ۶۵ / ۵ رجولائی اب تک فوج نے ۳۵۳ مرتبہ گولی چلائی۔

بمبئی میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد آج ۲۴۵ تک پہونچ گئی۔ ۱۴ رشوال/ ۱۱ ستمبر ۴۶۔

...... موضوع بردی ضلع بستی میں مسلمانوں کے مکانات کی آتش زنی، غارت گری، زخم، ہلاکت وغیرہ عیدالاضحیٰ سے ہو رہی ہے۔ کل مکان مسلم ۸۳ ...... عدد مسلم ...... ۴۶ عدد ہنود ...... ۳۷ محروقہ مسلم۔ ۴ ہنود۔

حادثہ فاجعہ جے پور بر توسیع دروازہ جامع مسجد ایک ہزار گولیاں/ ۳۱ شہید۔ ۲۵۰ مجروح۔

۱۲ رمواضع پر فساد ...... ۱۰ رمحرم ۵۸/۲ رمارچ ۳۹۔

حضرت شیخ کی وفات کے آخری دور تک جہاں کہیں اس کے حادثات پیش آئے ان کی مفصل و مختصر بات ضرور لکھی گئی ہے۔

کس تاریخ کو کہاں فساد ہوا، اس میں مسلمانوں نے کیا نقصان اٹھایا، کتنے لوگ شہید ہوئے (۱) اور قتل کئے گئے، مسلمانوں پر حالات کا شکنجہ اور حکومت کی گرفت کب کہاں کس طرح بڑھی، گائے کی قربانی پر کہاں کب پابندی لگی، اردو کو کس کس طرح ذبح کیا گیا (۲) کن کن اداروں سے اس کو بے دخل کیا گیا، کون سے غیر مسلم تہوار کی چھٹی کب شروع ہوئی، زمیندارہ کا خاتمہ کس طرح ہوا، قومی اسمبلی میں مسلمانوں کے لئے مختص نشست کس کی سازش پر کب ختم کی گئی، دستور ساز اسمبلی میں ہندی قومی زبان بنانے کا فیصلہ کب ہوا، زمیندارے کے خاتمہ کا بل کب منظور کیا گیا، کونسی مسلم ریاست کب انڈین یونین میں ضم ہوئی، ریاست حیدر آباد پر کیا گذری۔ کس کس بات کا ذکر کیا جائے۔ اگر اس روزنامچہ کو شروع سے آخر تک توجہ سے پڑھا جائے (۳) تو اس کے ذریعہ سے برصغیر ہند کے مسلمانوں کے اس عہد ابتلاء کی خاصی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔

---

(۱) سارے پنجاب میں فرقہ وارانہ فساد کی کثرت ۲۷رمئی ۴۶/۲۴رجمادی الثانی ۶۵۔

کلکتہ، دہلی، الہ آباد، گیا، ڈھاکہ وغیرہ میں فسادات رمضان ۶۵/ اگست ۴۶۔

(۲) اردو ہندی: سمپورنیا نند کی تحریک ہندی پر گاندھی کی تصدیق اور ہندی کے رواج کا پروانہ دیدیا ہے۔ کانگریس نے گذشتہ اجلاس دہلی میں ڈاکٹر اشرف کی تحریک زبان کو مسترد کردیا۔ سرورق روزنامچہ اول۔

زمینداری کا خاتمہ: ۲/اکتوبر ۴۹/ ۸/ذی الحجہ ۹۸۔

اسمبلی کی نشستوں کے لئے مسلمانوں کی تعیین کا قانون، پٹیل کی تجویز کے مطابق ختم کردیا۔

۲۷رجب ۶۸/ ۲۶رمئی ۴۹۔

(۳) روزنامچہ کے آغاز سے پہلے ضروری یادداشتوں کے لئے چند صفحات مختص کئے گئے ہیں اس میں مسلم لیگ کے متعلق معلومات واندراجات کے لئے تین صفحات ہیں، جمعیۃ علماء ہند کے لئے ایک۔

اس روزنامچہ کی اطلاعات میں بعض واقعات کا ایسا پس منظر یا اشارات بھی آ گئے ہیں جس کا ہماری معروف تاریخوں میں تذکرہ نہیں ملتا۔

یہاں یہ عرض کرنے کی بھی جسارت کر رہا ہوں کہ حضرت شیخ کے اس روزنامچہ کے مطالعہ سے نیز حضرت شیخ کی بعض اور تحریرات ومکتوبات سے جو راقم نے دیکھے پڑھے ہیں، جھلکتا ہے کہ حضرت شیخ ذہنی طور سے مسلم لیگ کے ساتھ تھے، لیکن زبان سے اس کا کبھی اظہار نہیں کیا، جس کی غالباً کئی وجوہات تھیں۔

(۱) علمائے مظاہر سیاسیات سے ہمیشہ الگ اور بالکل یکسور ہے۔(۱)

(۲) حضرت شیخ کے حضرت مدنی سے غیر معمولی روابط وانسیت تھی اور حضرت مدنی کی کانگریس سے گہری وابستگی عالم آشکارا ہے۔

(۳) حضرت شیخ ''الاعتدال'' جیسی اہم کتاب لکھ کر اعتدال وتوازن کی طاقتور دعوت دے چکے تھے۔

اندازہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کا ۱۹۴۷ء تک یہی رجحان رہا، اس کے بعد اس میں کچھ تبدیلی آئی، اور حضرت مدنی کی وفات کے بعد گویا بالکل دوسری رائے ہوگئی تھی۔

---

(۱) یہاں ایک دلچسپ اندراج کا تذکرہ کرتا ہوں روزنامہ انصاری، دہلی نے ۲۳ر محرم ۱۳۶۵ھ ۲۹/۴۵ کو مدرسہ مظاہر علوم کے ناظم (مولانا عبداللطیف صاحب) سے منسوب کر کے یہ بیان شائع کیا کہ: ''مقابلہ لیگ اور کانگریس کا نہیں، اسلام اور دہریت کا ہے'' مگر ناظم صاحب نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا تھا، اس لئے ضروری تھا کہ ناظم صاحب اور مدرسہ کی جانب سے اس کی تردید آئے، یہ تردیدی بیان، روزنامہ منشور دہلی میں ۶ر صفر ۱۳۶۵ھ/ ۱۱ر جون ۱۹۴۶ء کو چھپا، اس کے الفاظ یہ تھے کہ ناظم مظاہر علوم نے کہا ہے کہ: ''(یہ) مضمون میرا نہیں۔ اگر چہ فی نفسہ صحیح ہے'' اصحاب مظاہر علوم نے اپنی رائے اور اصول کو اس حد تک قائم رکھا کہ، مولانا اسعد اللہ صاحب رام پوری نے جو حضرت تھانوی کے ممتاز خلفاء میں تھے، حضرت تھانوی کی مسلم لیگ کی حمایت اور حضرت کے متعدد خلفاء کی لیگ سے وابستگی کے باوجود، لیگ میں شرکت سے صاف انکار کر دیا تھا، جس پر مولانا شبیر علی ناراض بھی ہوئے تھے اور اس سلسلے میں مولانا اسعد اللہ کو خط بھی لکھا تھا۔ ۲۹ر شوال ۵۷/ ۲۲ر دسمبر ۳۸۔

اس روزنامچہ میں یہی نہیں کہ حضرت شیخ صرف اس ملک کے حالات کا تذکرہ فرماتے ہوں اس میں جا بجا عالم اسلام کے اہم واقعات کی بھی نقاب کشائی کی گئی ہے، حجاز و حرمین کے واقعات، عراق و فلسطین کے انقلابات، دوسری مسلم ملکوں کی شورشیں، سازشیں اور بغاوتیں، ان پر مغربی ملکوں کے یلغار کا تذکرہ بھی اس روزنامچہ میں شامل ہے۔

جب عالم اسلام کے واقعات کا تذکرہ ہے تو بین الاقوامی واقعات کا تذکرہ کیوں نہ ہو، اس لئے دوسری جنگ عظیم کے واقعات تاریخیں اور اس کے متعلقات کا اچھا خاصا ذکر ملتا ہے، جرمنی کا روس پر حملہ، جاپان کے خلاف جنگ کا اعلان، جاپان کی حکومت کا ہندوستان پر پیش قدمی، کلکتہ پر گولہ باری، چرچل کا وزیر اعظم بننا، قیصر جرمنی کی موت، ہٹلر کی خودکشی، امریکہ یورپ میں حکومتوں کے تغیرات، دوسری جنگ عظیم کی ابتداء اور اختتام، ہر ایک کا حوالہ اس روزنامچہ میں موجود ہے۔(۱)

اسی پر بس نہیں، بلکہ اور بہت سی ایسی باتیں بھی مذکور ہیں کہ جن پر عموماً توجہ نہیں کی جاتی مثلاً برطانوی ہندی حکومت کے خلاف ہڑتالیں، کرنسی کے متعلق گورنمنٹ کے اعلانات، مختلف

---

(۱) عالمی واقعات: استعفاء مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم لندن و تقرر مسٹر چرچل وزارت عظمیٰ۔

یکم ربیع الاول ۵۹/ ۱۰؍مئی ۴۰۔

وزیر راجیہ عراق کی ملاقات ابن سعود صاحب سے۔	۱۹؍مئی ۴۱۔
معاہدہ ترکی جرمن برائے دس سال بابت عدم مخالفت مابین۔	۱۹؍جون ۴۱/ ۲۳؍جمادی الاول۔
اعلان جرمن کہ بحر اسود اور بحر منجمد میں سرنگیں بچھادی گئی ہیں۔حملہ جرمنی بر روس بلا اطلاع باوجود معاہدہ۔	
	۲۶؍جون سنہ ۴۱۔
مسٹر چرچل سڑسٹھ سال گرہ۔	۱۰؍ذی قعدہ ۶۰/ ۳۰؍نومبر ۴۱۔
امریکہ اور برطانیہ کے خلاف جاپان کی جنگ کا اعلان و افتتاح۔	۷؍دسمبر ۴۱/ ۱۷؍ذی قعدہ ۶۰۔
ہٹلر کی شکست اور خودکشی۔	۱۷؍جمادی الاول ۶۴/ ۳۰؍اپریل ۴۵۔
کلکتہ پر جاپان کا پہلا دوسرا حملہ۔	۲۰، ۲۲ دسمبر ۴۲۔

سکوں کے جاری یا بند ہونے کے احکامات، گھڑی کے اوقات میں کمی زیادتی کی اطلاع، (۱) دمدار ستارہ ہونے کی خبر، مردم شماری کی تاریخیں اور اطلاعات، سرکاری تعطیلات کی تفصیلات ہر ایک نے روزنامچہ میں کم وبیش جگہ پائی ہے۔

مگر اس ہتمام اور کثرت معلومات کے باوجود اس روزنامچہ کی حیثیت ہمیشہ ایک گنج مخفی کی سی رہی، حضرت شیخ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ یہ روزنامچہ ہر کس وناکس کی نظر سے گزرے، ایک عرصہ تک تو کسی کو بھی دکھانے کے حق میں نہیں تھے، غالباً پہلے فرد جنہوں نے اس کا بہ غور مطالعہ ومشاہدہ کیا حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی تھے، راقم سطور کو بھی یہ عزت وسعادت حاصل ہے کہ حضرت نے مجھے اس کے نہ صرف مطالعہ کی اجازت سے نوازا، بلکہ میری درخواست پر اس کے فوٹو اسٹیٹ کرانے کی بھی اجازت دیدی تھی، اسی اجازت کے تحت بیاض کبیر کا بھی فوٹو کرالیا تھا۔ اس لئے اس روزنامچہ اور شیخ کے ایک اور مجموعہائے یادداشت، بیاض کبیر کا مکمل فوٹو اسٹیٹ راقم سطور کے پاس موجود ہے۔ والحمد للّٰہ اولاً و آخراً۔

---

(۱) آج ۱۱؍رمضان/ جولائی ۴۶/ آج سے ڈاک کا سلسلہ شروع ہوا جو تقریباً ایک ماہ سے بند تھا۔

نظام الدین ڈاک خانہ بند ۲۹؍اگست ۴۷۔

مکمل ہڑتال صوبہ پنجاب ۲۶؍ربیع الاول ۶۰/ ۲۴؍اپریل ۴۱۔

حکومت ہند کا اعلان ضرورت سے زیادہ سکّے جمع کرنے ممانعت ریزور بنک اور بنک کے ایجنٹ کریں گے۔

۱۸؍جمادی الاول ۵۹/ ۲۵؍جون ۴۰۔

شملہ میں سرکاری اعلان کہ ۳۱؍مارچ کے بعد وکٹوریہ کا روپیہ اور اٹھنی نہیں چلے گی۔ ۱۶؍رمضان ۵۹/ ۹؍اکتوبر ۴۱۔

مکرر اعلان .... ۱۶؍رمضان ۶۲/ ۲۳؍مارچ ۴۳۔

اعلان گورنمنٹ اسٹینڈرڈ وقت کو گرین وجہ کے وقت ساڑھے چھ گھنٹہ آگے کردیا جائے رات ۱۲؍بجے سے گھڑی ایک گھنٹہ آگے۔

ظہور دمدار ستارہ ساڑھے نو بجے .... لاہور ۲۲؍جمادی الاول ۶۱/ ۸؍جون ۴۲۔

مراٹھی کا مشہور اخبار گیان پرکاش ایک سو تین سال کے بعد آج ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۰ء کو بند ہوگیا۔

تولد دختر بخانہ حکیم یحییٰ سہارنپوری و قد حملت امها من اکثرا حدی عشر شهراً۔ ۲۳؍ذی الحجہ ۶۳/ ۹؍دسمبر ۴۴۔

تمام سال (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) جنگ کی وجہ سے گرانی اشیاء بے حد رہی، گوشت عموماً بارہ آنہ سیر اور کہیں کہیں ایک روپیہ تک فروخت ہوا، گندم فی روپیہ تین سیر سے پانچ سیر تک، گھی (اصلی فی روپیہ) تین چار چھٹانک، دودھ آٹھ آنہ سیر چھالیہ تین روپئے سیر۔